ہفت روزہ

# خدام الدین

لاہور

بیاد
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۱ رجمادی الاوّل ۱۴۰۴ھ
۲۴ رفروری ۱۹۸۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲ روپے

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح ——— محمد سعید الرحمٰن علوی

عن عبداللہ بن عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَیْئًا بِغَیْرِ حَقِّہٖ خُسِفَ بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلٰی سَبْعِ اَرْضِیْنَ - (بخاری)

باہمی لین دین کا کاروبار اس دنیا میں موجود ہے اور اس وقت تک موجود رہے گا جب تک قیامت نہیں آ جاتی - یہ چیز ہر انسان کی ضرورت ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیع و شراء، اجارہ اور عاریت جیسی کئی شکلیں اس کے لئے جائز فرما دی ہیں جن کے متعلق احادیث میں بڑی تفاصیل موجود ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک چیز وہ ہے جو قطعی حرام اور شدید ترین گناہ کا باعث ہے ——— اس کا نام غصب ہے۔ اور یہ سرے سے لین دین کی تعریف میں آتی ہی نہیں - کیونکہ لین دین کا مفہوم یہ ہے کہ اس میں فریقین کی مرضی شامل ہو - لیکن "غصب" میں فریقین کی مرضی شامل نہیں ہوتی بلکہ محض ایک فریق کا ظلم و استبداد اور اس کا جور و جبر کارفرما ہوتا ہے ظلم بجائے خود شدید ترین گناہ ہے اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ظلم اندھیروں کی شکل میں انسان کی گردن کا ہالہ بن کر اس کے لئے وبال جان بن جائے گا ——— حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالہ سے جو روایت نقل کی گئی وہ اسی قسم کی ظالمانہ، بے رحمانہ اور سفاکانہ کاروائی کے متعلق ہے۔ حضور نبی مکرم قائدنا الاعظم الاکرم محمد عربی صلوات اللہ علیہ وسلامہ فرماتے ہیں:

"جس شخص نے کسی دوسرے کی کچھ بھی زمین ناحق لے لی تو قیامت کے دن وہ اُس زمین کی وجہ سے زمین کے سات طبقوں تک دھنسایا جائے گا"

زمین کے سات طبقات مسلّم حقیقت ہے اور جس شخص نے ایسی حرکت کی - اس کا انجام یہ ہے۔ جو اللہ کے رسول علیہ السلام نے فرمایا - یہاں زمین کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ اس قسم کا رویہ وہ لوگ زیادہ اختیار کرتے ہیں جو زمین سے متعلق مختلف کاروبار سے وابستہ ہوتے ہیں - وگرنہ اس ضمن میں مطلق کسی چیز کی چھینا جھپٹی سے متعلق بھی احادیث موجود ہیں جن میں سے ایک وہ ہے جسے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے امام ترمذی قدس سرہ نے نقل کیا - اس میں فرمایا گیا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - جس نے کسی کی کوئی چیز چھین لی اور لوٹ لی وہ ہم میں سے نہیں -

یا ارشاد ہے :-

"تم میں سے کوئی شخص کسی دوسرے بھائی کی لکڑی یا چھڑی بھی ہنسی مذاق میں اور نہ لینے کے ارادہ سے (یعنی غصب کر لینے کی نیت سے) پس اگر کوئی (غلطی سے) ایسا کرے تو وہ فوراً لوٹا دے" (ترمذی، ابوداؤد عن سائب بن زید عن ابیہ)

(باقی پر)



باتیں اُن کی یاد رہیں گی | حضرت لاہوریؒ کے ارشاداتِ عالیہ کا مسلسل انتخاب

# اللہ تعالیٰ کے دربار میں کامیاب ہونے والوں کی سات صفتیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرانِ اسلام! ہر کلمہ گو کی یہ تمنا ہے کہ میں بارگاہِ الٰہی میں کامیاب ہو جاؤں - تاکہ دنیا کی ذلت، قبر کے عذاب اور دوزخ کے عذاب سے بچ جاؤں - دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر درجے زیادہ گرم ہے - یعنی دنیا کی آگ ایک حصہ گرم ہے اور دوزخ کی آگ ستر حصہ گرم ہے اور دوزخ کی آگ کی ایک یہ خصوصیت بھی ہے کہ اس میں انسان کو موت نہیں آئے گی ——— ارشاد ہے:

لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝

(طٰہٰ ع ۳ - پ ۱۶)

ترجمہ: جس میں نہ مرے گا اور نہ جیئے گا۔

## ہر کام میں کامیابی کی شرائط

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر کام میں کامیابی کی کچھ شرطیں ہوتی ہیں - اسی قاعدے کی بناء پر دربارِ الٰہی میں کامیابی حاصل کرنے کی اٹھارھویں پارہ کی پہلی سورۃ مومنون کے پہلے رکوع میں سات شرطیں بیان کی گئی ہیں - وہ پیش کرنا چاہتا ہوں - دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے سب کلمہ گو بھائی اور بہنوں کو ان شرطوں کو پورا کر کے دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

——— پہلی شرط ———

## ایمان

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

(المومنون ع ۱ پ ۱۸)

ترجمہ: بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے۔

ایمان کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی ہر بات دل سے مان لے ——— ایسا ماننا کہ اگر ساری دنیا کے بادشاہ اور بادشاہوں کے سب وزیر اور ساری دنیا کے عقلمند اور ساری دنیا کی انسانی آبادی مل کر متفقہ طور پر یہ کہے کہ تمہارے قرآن مجید میں فقط یہ ایک چھوٹا سا فقرہ غلط ہے تو یہ کہے کہ تم سب جھوٹے ہو اور میرا اللہ سچا ہے اور اس کا یہ فرمان صحیح ہے

——— دوسری شرط ———

## نماز میں عاجزی کرنا

اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ (المومنون ع ۱ - پ ۱۸)

ترجمہ: جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔

"خشوع" کے معنی ہیں کسی کے سامنے خوف و ہیبت کے ساتھ ساکن اور پست ہونا - معلوم ہوتا ہے کہ اصل خشوع قلب کا ہے اور اعضائے بدن کا خشوع اسی کے تابع ہے - جب نماز میں قلب خاشع و خائف اور ساکن و پست ہوگا تو خیالات اِدھر اُدھر بھٹکتے نہیں پھریں گے، ایک ہی مقصود پر جم جائیں گے ——— پھر

خوف و ہیبت اور سکون و خضوع کے آثار بدن پر بھی ظاہر ہونگے مثلاً بازو اور سر جھکانا، نگاہ پست رکھنا، ادب سے دست بستہ کھڑا ہونا، اِدھر اُدھر نہ تاکنا۔ کپڑے یا داڑھی وغیرہ سے نہ کھیلنا، انگلیاں نہ چٹخانا، اور اسی قسم کے بہت سے افعال و احوال لوازم خشوع میں سے ہیں۔ احادیث میں حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ آپؐ نماز میں ایسے ساکن ہوتے تھے جیسے ایک بے جان لکڑی۔ اور کہا جاتا تھا کہ یہ نماز کا خشوع ہے۔ فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا نماز بدوں خشوع کے صحیح و مقبول ہوتی ہے یا نہیں؟ صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ خشوع اجزا صلوٰۃ کے لئے شرط ہے۔ میرے نزدیک یوں کہنا بہتر ہوگا کہ حسنِ قبول کے لئے شرط ہے۔ واللہ اعلم۔ بہرحال انتہائی فلاح اور اعلیٰ کامیابی ان ہی مومنوں کو حاصل ہوگی جو خشوع و خضوع کے ساتھ نمازیں ادا کرتے ہیں۔" (انتہی ملخصاً من حاشیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ)

—— تیسری شرط ——

## بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المومنون ع ۱۔ پ ۱۸)

ترجمہ: اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔

**یعنی**

فضول اور بیکار باتوں میں وقت ضائع نہیں کرتے۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص بیہودہ بات کہے تو ادھر سے منہ پھیر لیتے ہیں۔

—— چوتھی شرط ——

## زکوٰۃ ادا کرنے والے

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکوٰۃِ فٰعِلُوْنَ۔ (المومنون ع ۱۔ پ ۱۸)

ترجمہ: اور وہ جو زکوٰۃ دینے ہیں۔

**یعنی**

وہ باقاعدہ ہمیشہ زکوٰۃ دینے والے ہیں۔ زکوٰۃ دینے سے انسان کا نفس بخل کی روحانی بیماری سے پاک ہو جاتا ہے۔ علاوہ اس کے مال بھی پاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ ادا کرنے سے اللہ تعالےٰ اس کے باقی ماندہ مال سے راضی ہو جاتا ہے۔

—— پانچویں شرط ——

## شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ o اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ۔ (المومنون ع ۱ پ ۱۸)

ترجمہ: "اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں یا لونڈی پر۔ اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں"۔

بعض مفسرین حضرات نے حرمت متعہ پر بھی اس سے استدلال کیا ہے۔

—— چھٹی شرط ——

## امانتوں اور وعدوں کا لحاظ رکھنے والے

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ o (المومنون ع ۱۔ پ ۱۸)

ترجمہ: اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔

یعنی امانت اور اپنے وعدہ کو پورا کرنے والے ہیں۔ اس میں خیانت اور بدعہدی نہیں کرتے۔

—— ساتویں شرط ——

## نمازوں پر حفاظت کرتے ہیں

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ o (المومنون ع ۱۔ پ ۱۸)

ترجمہ: "اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں"۔

یعنی نمازیں اپنے اوقاتِ مقررہ پر تمام لوازمات کو ملحوظ رکھ کر ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ نماز کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے دوبارہ پھر اسے بیان کیا گیا ہے تاکہ انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی [illegible] وما علینا الا البلاغ۔

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم


ہفت روزہ
# خدام الدین
لاہور



جلد ۲۹ • شمارہ ۳۴
۲۱ر جمادی الاوّل • ۲۴ر فروری
۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء

—— رئیس الادارہ ——
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبیداللہ انور

—— مجلس ادارت ——
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
ظہیر میر ایم اے ایل ایل پی


**اس شمارے میں**




**بدل اشتراک**

| سالانہ | ششماہی | سہ ماہی |
| --- | --- | --- |
| ۸۰/- | ۴۵/- | ۲۵/- |

فی پرچہ ۲/- روپے

طابع: منہاج الدین اصلاحی، مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
ناشر: مولانا عبیداللہ انور
مقام: اندرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور


# افغان مسئلہ
## اور ہماری ذمہ داریاں

روزنامہ جنگ لاہور نے ۱۱ر فروری ۱۹۸۴ء کی اشاعت (مقامی) میں آخری صفحہ پر پہلے ہی کالم میں ایک خبر شائع کی جس کی سرخی اور متن یہ ہے:-

"پشاور میں مقیم ہر تیسرا افغان مہاجر منشیات کی سمگلنگ میں ملوث ہے"۔

پشاور (نامہ نگار) پاکستان میں مقیم افغان مہاجرین کی بڑی تعداد منشیات کی سمگلنگ میں ملوث ہے۔ یہاں تک کہ سرکاری ذرائع کے مطابق صرف ضلع پشاور میں مقیم افغان پناہ گزینوں میں سے ہر تیسرا شخص یہ کام کرتا ہے۔ پولیس نے یکم جنوری سے ۸ فروری ۸۴ء تک صرف ہیروئن سمگل کرنے کے جو ۱۰۹ اور ہر قسم کی نشہ آور اشیاء کے ۳۴۷ کیس پکڑے ہیں۔ ان میں سے ہر تیسرے کیس میں افغان مہاجرین ملوث پائے گئے ہیں۔ یہ بات منشیات سے متعلق نیٹو کے "گرین دسمبر موومنٹ" نام شعبے اور پولیس افسران کے مشترکہ اجلاس میں بتائی گئی۔ اس اجلاس کی صدارت صوبہ سرحد کے انسپکٹر پولیس دلجان خان نے کی۔ پاکستان نارکوٹک کنٹرول بورڈ کے مقامی سربراہ مختار احمد نے بتایا کہ ۱۹۷۸ء میں منشیات کے عادی صرف ۲ مریض آئے تھے۔ جبکہ گذشتہ سال کے دوران ان کی تعداد ۳۵ تک پہنچ گئی ہے۔

بہ حیثیت ایک مسلمان، ہم دنیا کے ہر مسلمان کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھتے اور یہ خواہش رکھتے ہیں کہ وہ سکون کی زندگی گذارے —— پاکستان کے مسلمان اس معاملہ میں اتنے حساس ہیں کہ دنیا میں کہیں کوئی مسئلہ ہو وہ نیم جان ہو کر رہ جاتے ہیں اور جو ان کے بس میں ہوتا ہے

وہ کر گزرتے ہیں ——— افغانستان مسلم ملک ہی نہیں، ہمارا پڑوسی بھی ہے۔ اس کے ساتھ ہمارے روابط و تعلقات کی چند در چند وجوہات ہیں، یہ الگ بات ہے کہ پاکستان کے ابتدائی دور کے وزیر خارجہ کی سامراجی سرگرمیوں نے افغانستان اور ہمارے درمیان نفرت کا ایسا بیج بویا کہ وہ ایک تناور درخت بن کر رہ گیا ہے اور کسی بھی دور کے حکمران کو اس "شجرِ زقوم" کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کی توفیق نہیں ہوئی۔

حالیہ دور میں افغانستان میں جو حالات رونما ہوئے ——— یا بڑی طاقتوں نے باہمی ملی بھگت سے پیدا کئے۔ ان کے نتیجہ میں لاکھوں کی تعداد میں افغان باشندے پاکستان میں داخل ہو گئے ——— پڑوسی صوبوں سرحد اور بلوچستان میں وہ بڑی کثرت سے داخل ہوئے اور دور دور تک پھیل گئے۔ بعد میں پنجاب کے بعض علاقوں میں ان کی آمد شروع ہو گئی اور بعض اضلاع میں حکومت نے خود ان کو بسانے کی اسکیمیں بنائیں ——— پاکستان کے کئی سیاسی رہنماؤں اور دانشوروں نے اس صورت حال پر تشویش کا اظہار بھی کیا لیکن نقار خانہ میں طوطی کی کسی نے نہ سنی؟ چونکہ اس صورت حال کا ذمہ دار روس سمجھا جاتا ہے اور وہ ہماری خارجہ پالیسی کے حوالے سے ہمارا بہی خواہ نہیں۔

اس لئے بھی یہاں اس مسئلہ کو زیادہ اہمیت ملی۔ ارباب اقتدار امریکہ سے اپنے خصوصی روابط کے سبب اس قضیہ پر برہم ہوئے حالانکہ انہوں نے مظلوم فلسطینیوں کے معاملہ میں یا ایران میں غارت ہونے والے سنیوں کے معاملہ میں کبھی اس قسم کی برہمی کا اظہار نہیں کیا ——— شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ فلسطین امریکہ اور اس کے پالتو اسرائیل کا زخم خوردہ ہے اور ایران میں سنی، خمینی کا، جس کے اسرائیل سے روابط اور وہاں سے اسلحہ کی فراہمی پر اخبارات گواہ ہیں۔ اور اب تو ہم کشمیر تک کے معاملہ میں چپ سادھ پالیسی پر عمل پیرا ہو چکے ہیں ——— حکومت کے بعد بلا شرکت غیرے اس ملک میں اسلام کے اجارہ دار طبقہ یعنی ارباب منصورہ نے اس مسئلہ کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنی روایت کے مطابق انسانی ہمدردی اور مظلوم کی دادرسی سے زیادہ اس کو اپنے معاشی استحکام کا مسئلہ بنا لیا ——— یہی وجہ ہے کہ افغان خیمہ بستیوں وغیرہ میں سیاسی گروہوں میں سے اگر کسی کا عمل دخل ہے تو وہ یہی ہمارے دوست ہیں جو خمینی کے انقلاب کو اسلامی انقلاب کہتے نہیں تھکتے۔ اس سیاسی گروہ کے علاوہ بھی بعض جماعتوں اور کاروباری طبقات نے انسان دوستی کے حوالے سے افغان باشندوں کی

ہر ممکن خدمت کی لیکن مختلف علاقوں بالخصوص صوبہ سرحد میں جس انداز سے خریداری جائیداد کی خبریں آئیں، ٹرانسپورٹ وغیرہ بعض شعبہ ہائے حیات پر ان کی اجارہ داری کا شور بلند ہوا اور کرایہ پر مکانات، دکانیں وغیرہ لے کر چندے بعد کرایہ ادا کرنے سے انکار کا دھواں اٹھا، اس سے بہت سے لوگ چونکے لیکن اس احتیاط سے کہ کوئی انہیں روس کا ایجنٹ یا مظلوموں کا دشمن نہ کہے ——— کوئی شخص جرأت کر کے یہ بات بھی نہیں کہہ سکتا کہ صاحب اس مسئلہ کو افغان انتظامیہ کے ساتھ گفت و شنید کر کے حل کیا جائے تاکہ معاملات اصلاح پذیر ہوں کیونکہ ہمارے یہاں کے "نمائندہ ارباب اقتدار" (؟) وہاں کی "غیر نمائندہ انتظامیہ" (؟) سے بات کرنے کے روادار نہیں ——— اس عجیب و غریب صورتِ حال نے معاملات کو بری طرح الجھا دیا ہے اور اب ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک "یاڑوں" کا ان "مظلوموں" کے ہاتھوں جو جال بچھ چکا ہے وہ ہمارے پہلے سے تباہ کاروباری حالات کو جس طرح متاثر کر رہا ہے اس کی خبر شاید ان عزیزان گرامی کو نہیں جو محل سراؤں میں بیٹھ کر اسلام کے حوالہ سے غل غپاڑہ کرتے ہیں ——— اور



اب یہ خبر کہ منشیات کی سمگلنگ اس طرح ان حضرات کے ہاتھوں پرورش پا رہی ہے یہ ایک انتہائی افسوسناک معاملہ ہے ——— چند دن پہلے سعودی عرب سے واپس آنے والے ایک

دوست نے بتایا کہ سعودی عرب سمیت تمام عرب ممالک میں پاکستانیوں کی حیثیت اس لئے مجروح ہو رہی ہے کہ ان کے بقول یہ لوگ منشیات کا دھندا وسیع پیمانے پر کرتے ہیں اور خود ملک میں آئے دن اس قسم کے کیس سامنے آتے ہیں، حکومت تشویش کا اظہار کرتی ہے لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات ——— اس لئے ہم بڑی معذرت کے ساتھ ملک کی نیک اور نمائندہ انتظامیہ (؟) سے کہیں گے کہ وہ ان مسائل کو سنجیدگی سے حل کرنے کی تدبیر کرے۔ سب سے پہلے اپنی خارجہ پالیسی کا جائزہ لے۔ اور امریکہ سمیت جملہ مغربی ممالک سے اپنی وابستگی پر نظر ثانی کر کے مشرق و مغرب کے معاملہ میں اعتدال کا رویّہ اپنائے ——— ایسا ہو جائے تو بہت سے لاینحل مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے جن میں افغانستان کا مسئلہ بھی شامل ہے ——— اس کے ساتھ ہی ان عزیزانِ گرامی کے حالات پر اور ان کی آڑ میں جو پیشہ ور مجرم، سمگلر اور اس قماش کے لوگ

گھس آئے ہیں ان کا محاسبہ کرے۔ باڑہ مارکیٹیں ختم کی جائیں، کسٹم و ایکسائز کے عملہ کی وسیع پیمانہ پر تطہیر ہو اور کسی سیاسی گروہ کو اسلام کے نام پر کاروباری استحکام کی اجازت نہ دی جائے ورنہ ملک آئندہ چل کر مزید پیچیدگیوں کا شکار ہوگا۔ امید کہ اس طرف سنجیدگی سے توجہ دی جائے گی اور حالات کی اصلاح کر کے ہر کسی کے ساتھ اپنے مستقبل کو بھی بہتر بنایا جائے گا۔

علو ۲۰ فروری ۱۹۸۴ء

## ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ ربوہ

### تینوں مسلح افواج اور دوسرے قومی اداروں کی ٹیموں کی شمولیت؟

۲۶ تا ۲۹ فروری کو مرزائیوں کے ہیڈ کوارٹر ربوہ میں ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں تینوں مسلح افواج کے ساتھ ساتھ بینکوں اور ریلوے جیسے قومی اداروں کی ٹیمیں شامل ہو رہی ہیں۔ مرزائیوں کے موجودہ ہیڈ مرزا طاہر احمد اس کے اختتام پر کامیاب ٹیموں میں انعامات تقسیم کریں گے۔

مرزائی اس ملک میں سب سے زیادہ جارحانہ عزائم رکھنے والی اقلیت ہے جس کے پس منظر اور پیش منظر سے ایک دنیا واقف ہے لیکن ہماری قومی

قیادت کی دین سے لاعلمی اور مخصوص عزائم کے پیش نظر تقسیم ملک سے قبل ہی مرزائیوں کو ایک خاص پوزیشن حاصل ہو گئی اور مفکرِ پاکستان علامہ اقبال کے شدید ترین بیانات کے باوصف مسلم لیگ نے قادیانی گروہ کو اپنی صفوں سے نہ نکالا اور مسلم لیگ عملاً سیکولر لیگ بن کر رہ گئی اور ملک تقسیم ہوا تو مرزائی اہم ترین شعبوں میں گھس گئے۔ بالخصوص وزارت خارجہ کی ذمہ داری ظفر اللہ خاں چودھری کو سونپ کر سب سے بڑی اور خوفناک غلطی کی گئی۔ پڑوسی ممالک کے ساتھ تعلقات کی خرابی، کشمیر کے مسئلہ کا الجھاؤ اور سفارتی مشنوں کو قادیانی تبلیغ کے اڈے بنانے کا کام اسی چودھری کے سر ہے۔ جس کی مکروہ سرگرمیوں نے ۱۹۵۳ء کی تحریک کا روپ دھارا جسے سول اور فوجی انتظامیہ نے بے دردی سے کچلا لیکن ۱۹۷۴ء میں بہرطور اس ناسور کو دستوری طور پر کاٹ کر پھینکنا پڑا ——— اس وقت اور اس کے بعد اب تک اس دستوری شق کو عملی شکل نہیں دی گئی بلکہ یہودی لابی نے مخصوص عزائم کے تحت عبدالسلام قادیانی کو نوبل پرائز دے کر یہاں مرزائیوں کو ایک بار پھر کھل کھیلنے کا موقع دیا گیا اس کے بعد مرزائی اچھلتے پھر رہے ہیں۔ اسلم قریشی کا اغوا اسی

سلسلہ کی کڑی ہے اور اب ملک کے اہم ترین قومی اداروں کو کھیل کے نام پر ربوہ میں بلانا ایک ایسی عیّارانہ اسکیم ہے جس کے پس پردہ عوامل سے ہمارے شہ نشین شاید واقف نہیں۔ ضرورت ہے کہ قومی اداروں اور بالخصوص فوجی ٹیموں کو وہاں جانے سے روکا جائے اور اس زیر زمین تخریبی کاروائی کا سر کچلا جائے — امید کہ اس طرف خصوصی توجہ کی جائے گی۔

---

یہ شذرہ لکھا جا چکا تھا اور کتابت مکمل ہو کر کاپی پریس جا رہی تھی کہ اس ٹورنامنٹ پر حکومت کی طرف سے پابندی کا اعلان آیا۔ ہم اس کا خیرمقدم کرتے ہوئے عرض کریں گے کہ باقی معاملات بھی جلد نمٹائے جائیں۔

(ایڈیٹر)

---

بقیہ : احادیث الرسولؐ

اس سلسلہ میں بخاری و مسلم میں ایک واقعہ موجود ہے جو بڑا عبرت آموز ہے اور جو لوگ غصب و غضبہ (چھینا چھپٹی) کو معمولی کام سمجھ کر پرواہ نہیں کرتے۔ ان کے لئے جہاں اس میں بڑا سبق ہے وہاں کسی پر تہمت تراشی کرنے والے بھی اس کو غور سے پڑھیں۔

حضرات عشرہ بشرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں سے ایک بزرگ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بہنوئی) بڑے جلیل القدر اور جلیل المرتبت صحابی ہیں۔ خلیفہ عادل و راشد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا دورِ میمون تھا اور حضرت مروان بن حکم رضی اللہ تعالےٰ عنہ مدینہ کے گورنر تھے، ایک عورت نے خوفِ خدا اور جواب آخرت سے بے نیاز ہو کر گورنر کی عدالت میں دعویٰ کیا کہ حضرت سعید نے میری فلاں زمین دبا لی ہے — آپ کو اس جھوٹے الزام سے بڑا صدمہ پہنچا۔ آپ نے گورنر سے فرمایا۔ کہ میں یہ کام کروں گا؟ حالانکہ میں نے نبی محترم علیہ السلام سے اس بارہ میں یہ وعید سنی ہے جو بڑی سخت ہے۔ حضرت سعید کی اس بات سے گورنر بے حد متاثر ہوئے اور کہا کہ آپ سے مزید کوئی دلیل اور ثبوت میں نہیں مانگوں گا اتنی سی بات کافی ہے جو آپ نے فرما دی۔ مقدمہ ختم ہو گیا —— حضرت سعید نے دکھی دل کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں عرض کیا کہ "اے اللہ! اگر تُو جانتا ہے کہ اس عورت نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو اس کو آنکھوں کی روشنی سے محروم کر دے اور اس کی زمین ہی اس کی قبر بنا دے۔" راوی کا کہنا ہے کہ میں نے خود اس عورت کو دیکھا وہ نابینا ہو گئی تھی اور کہتی تھی کہ یہ سعید کی دعا ہے جس نے میرا یہ حال کر دیا۔ اور ایک دن وہ چلی جا رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گری اور وہی اس کی قبر بن گئی۔

رب العزت اس واقعہ سے اور نبی کریم علیہ السلام کے ان ارشادات سے سبق لینے کی توفیق دے۔ آمین! بحرمة سید المرسلین علیہ التحیة والتسلیم۔

---

## ضروری اصلاح

گذشتہ شمارہ میں تعارف و تبصرہ کے صفحات میں دو کتابوں کے نام غلط لکھے گئے ان کی اصلاح فرما لیں۔

۱- السہم المصیب صحیح لفظ ہے (۲) فوائد مکیہ کے حاشیہ کا نام توضیحات مرضیہ ہے۔

(ادارہ)

---

## حادثہ ارتحال

ہمارے عزیز دوست اور حضرت الامام لاہوری قدس سرہٗ اور ان کے بعد مولانا عبیداللہ انور زید مجدھم کے خادم قاری مقبول الرحمٰن صاحب کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئیں۔

اللہ رب العزت ان کی مغفرت فرمائے اور بلند درجات سے نوازے اور قاری صاحب سمیت جملہ پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ (علوی)



خطبہ جمعہ — ضبط و ترتیب : علوی

# مظلوم کی اللہ تعالےٰ کے یہاں بڑی قدر ہے

## اس کی آہ سے بچنا چاہئے

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

• بعد از خطبہ مسنونہ :-

محترم بزرگو اور عزیز ساتھیو!

ایک حدیث کے حوالہ سے اس وقت مجھے آپ کے سامنے مظلوم کے معاملہ میں کچھ گذارشات پیش کرنی ہیں — وہ روایت حدیث کی دو مشہور کتابوں بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے —— اصل مدعا پیش کرنے سے قبل پوری حدیث کا ترجمہ پیش خدمت ہے تاکہ اس ارشاد نبوّت میں جو ہدایات ہیں وہ سامنے آسکیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جب یمن کا گورنر بنا کر بھیجا (اکثر علماء کے نزدیک یہ ۹ھ کا قصہ ہے) تو انہیں فرمایا۔ تم وہاں اہل کتاب میں سے ایک قوم کے پاس پہنچو گے پس جب تم ان کے پاس جاؤ گے تو (سب سے پہلے) انہیں اس کی دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا معبود و مسجود نہیں اور محمّد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم) اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں، پس اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں اور یہ شہادت ادا کر دیں تو پھر تم انہیں بتلانا کہ تم پر رات دن میں اللہ تعالےٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، پھر جب وہ اس میں بھی تمہاری اطاعت کریں تو اس کے بعد انہیں بتلانا کہ تم پر زکوٰۃ بھی فرض کی ہے جو قوم کے مالداروں سے لی جائیگی۔ اور اسی قوم کے فقراء اور مساکین پر خرچ کر دی جائے گی اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو زکوٰۃ کی وصولی کے وقت تم ایسا نہ کرنا کہ ان کے نفیس اور اچھے مال چھانٹ چھانٹ کر لے لو اور مظلوم کی بد دعا سے بچو۔ کہ اس کے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔"

## حضرت معاذ کی حیثیت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو رسول مکرم علیہ السلام نے یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تھا۔ لیکن اس قسم کے گورنر نہیں جیسے بدقسمتی سے اس وقت ہمارے مسلم ممالک میں ہیں کہ ان کا کام محض آرڈیننس نافذ کرنا، احکامات جاری کرنا، مختلف تقریبات کی صدارت کرنا، ان میں بطور مہمان خصوصی شرکت کرنا ہی ہو اور بس، بلکہ وہ گورنر علم و تقویٰ اور تدین کے اعتبار سے منتخب ترین افراد ہوتے

تھے، اللہ کے نبی علیہ السلام اور اور آپؐ کے بعد آپؐ کے خلفاء نے انتخاب امراء و عُمّال کے بارے میں ہمیشہ اسی پالیسی کو مدّنظر رکھا چنانچہ انہی حضرت معاذ کے متعلق ہے کہ حضور علیہ السلام نے انسے سے سوال کیا کہ آپ وہاں جا رہے ہیں، ظاہر ہے کہ آپ کے پاس لوگ مقدمات لے کر آئیں گے۔ فیصلہ آپ کس طرح کریں گے؟ انہوں نے عرض کیا۔ اللہ کی کتاب کے ذریعہ، پھر پوچھا اگر ایک مسئلہ قرآن میں نہ ملا (کیونکہ قرآن تو اصول و کلیات کی کتاب ہے) تو پھر؟ تب انہوں نے عرض کیا، کہ سنّتِ رسول سے پھر میں فیصلہ کروں گا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ایسا بھی اگر نہ ہو اور ایک مسئلہ واضح طور پر وہاں نہ ملے تو پھر آپ کیا کریں گے؟ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ قرآن و سنت کو بنیاد بنا کر میں پھر اجتہاد کروں گا۔ اس پر نبی علیہ السلام گویا خوشی سے اچھل پڑے اور فرمایا:

"اللہ تعالٰے کے لئے ہر قسم کی حمد و ثنا ہے جس نے اپنے رسول (محمد علیہ السلام) کے رسول (یعنی نمائندہ یعنی حضرت معاذ) کو صحیح سوچ اور فہم نصیب فرمایا۔"

گویا حضرت معاذ علمی رموز و اسرار کے رمز شناس اور اسی تقوٰی و تدین کے مالک تھے اور وہ بیک وقت مسجد کی امامت و خطابت اور اور دعوت و تدریس سے لے کر کارِ حکومت و سیاست اور نظم و عدالت کے ذمہ دار ہوتے تھے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے انہیں خاص طور پر یہ نصیحت فرمائی کہ احکام اسلام بتانے سے قبل دعوت اسلام پیش کرنا کیونکہ وہ لوگ اہل کتاب ہیں دعوتِ اسلام قبول کر لیں تو پھر انہیں احکام اسلام سے آگاہ کرنا لیکن اس طرح نہیں کہ سارے احکام ایک دم بتا دیں کہ کسی نومسلم کے لئے یہ طریقہ وحشت کا باعث بن سکتا ہے بلکہ دعوت کے کام میں حکمت کا طریق اختیار کرکے انہیں بڑی محبت سے عمل کی لائن پر ڈالا جائے ــــ زکوٰۃ کی بات آئی تو فرمایا کہ انہیں بتا دیں کہ ہم تمہارے پاس زراندوزی کے لئے نہیں آئے کہ اس عنوان سے رقم اکٹھی کریں اور سرمایہ مدینہ منورہ منتقل کرنا شروع کردیں ــ بلکہ کنوئیں کی مٹی کنوئیں کی نذر ہوگی اور یہاں کا سرمایہ یہاں ہی صَرف کیا جائے گا اور وہ اس طرح کہ یہاں کے امراء سے لے کر غرباء پر خرچ کر دیا جائے گا ــــ جس کا انداز یہ ہوگا کہ کام کاج کی صلاحیت رکھنے والے غرباء کو تو سرمایہ فراہم کرکے اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے گا اور جو معذور وضعیف ہوں وہ حکومت کے "عیال" ہو کر وقت گذاریں گے کہ حکومت ان کے لئے عمارتیں بنائے گی، وہاں انہیں رکھے گی اور اجتماعی طور پر ان کی کفالت کرے گی۔

## زکوٰۃ اور اسلام

قرآن عزیز کی شہادتوں اور حضور علیہ السلام کے یہ ارشادات ایسے ہیں کہ ان سے اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کا مقصد محض لوگوں سے دولت اکٹھی کرکے چند چند روپیہ غربا کو دینے کا نام نہیں بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ معاشرہ کی طبقاتی کش مکش ختم ہو اور ہر ستم رسیدہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے ــــ اگر زکوٰۃ و عشر اور فطرانہ و چرم ہائے قربانی سے معاملات تسلی بخش طور پر حل نہیں ہو سکتے تو آگے بڑھ کر اہل ثروت سے مزید دولت حاصل کی جا سکتی ہے۔ جس کا ذکر سورۃ ذاریات اور معارج میں موجود ہے کہ ان کے مالوں میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی سائلین اور محروم لوگوں کا حق ہے۔" اور ایک مسلمان محض اپنی جائز ضروریات ہی کے معاملہ



میں اپنی دولت میں سے خرچ کر سکتا ہے اس سے جو زائد ہے وہ "العفو" ہے اور اسے راہ حق میں اجتماعی معاملات کے لئے خرچ کر دینے کا حکم ہے۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ نے "ضروریات" کے متعلق جو فرمایا وہ اتنا ہی کچھ ہے کہ گرمی سردی کے لئے ملبوسات، ضرورت کی سواری، بقدر کفاف کھانا وغیرہ ــــ اور اتنی رہائش کہ جس میں آدمی اپنے اہل و عیال سمیت گذر بسر کر سکے ــــ کنالوں میں پھیلی ہوئی کوٹھی، ریشمی پردے، لان میں کھڑی ہے گاڑیاں، درجنوں لباس اور اس سے آگے رنگین ٹی وی۔ وی سی آر، اس کے سینکڑوں کیسٹ اور فریج میں گوشت اور پھل بھرے رکھنا کم از کم اسلام کی روح ان چیزوں کا ساتھ دیتی ہے نہ یہ چیزیں ضروریات میں سے ہیں۔ بقول حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ دریا کسی کے مکان کے سامنے چل رہا ہے تو اس کے پانی سے غسل کر لینا، پانچ وقت وضو کر لینا، ضرورت پر کپڑے دھو لینا اور رات کی ضرورت کے لئے پانی بھر کر رکھ لینا تو ضرورت کی تعریف میں آتا ہے اس سے آگے جو ہوگا وہ ذخیرہ اندوزی ہے اور جرم! اس لئے اللہ کے نبی نے حضرت معاذ سے فرمایا کہ لوگوں کو بتا دینا کہ تمہاری زکوٰۃ تمہارے ہی عزیزوں کے مسائل پر خرچ ہوگی اور ہاں یہ بھی ضروری ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت آئے تو نفیس مال حکمران نہ چھانٹے اور ردی مال صاحب سرمایہ نہ دے بلکہ دوسرے معاملات کی طرح یہاں بھی میانہ روی اور اعتدال ملحوظ خاطر رہے۔

## ظلم اور مظلوم

اگر حکمران نفیس مال اور عمدہ چیزیں بطور زکوٰۃ جبراً وصول کرے تو یہ ظلم ہوگا اور ظالم قیامت کے دن اس حال میں ہوں گے کہ ان کی کوئی معذرت و عذر قبول نہ ہوگا، ان کو لعنت سے دوچار ہونا پڑے گا اور برا گھر ان کا انجام ہوگا۔ (سورۃ مومن) اور ظلم کا تعلق محض اسی سے نہیں کہ نفیس مال چھانٹ لیا بلکہ ہر معاملہ میں ہے۔ کہ کسی بھی طرح کسی پر ظلم نہ ہو، چاہے وہ مال کا معاملہ ہو یا کوئی اور ــــ بلکہ ایسی حالت ہو کہ ہر شخص محسوس کرے کہ وہ سکون و اطمینان کی زندگی گذار رہا ہے۔ اور یہ کہ اس کا حکمران طبقہ نہایت عدل پرور اور شریف ہے۔

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کی روایت ہے اس میں ارشاد ہے:۔

"مظلوم کی دعا ہر وقت قبول ہوتی ہے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے لئے کوئی روک نہیں۔"

اور ارباب دل کہتے ہیں کہ حکومتوں پر جو زوال آتا ہے اور وہ بربادی کا شکار ہوتی ہیں تو اس کی وجہ ان کا کفر نہیں ظلم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ کفر کا تعلق ایمان وعقیدہ سے ہے اور اس معاملہ میں آزادی ہے کوئی جبر نہیں اس کے فیصلے قیامت میں ہوں گے لیکن ظلم کا تعلق براہ راست انسانوں کے حقوق سے ہے اور انسانوں کے حقوق برباد ہوتے دیکھ کر غضب الٰہی حرکت میں ضرور آتا ہے اور ایسے حکمران فنا ہو کر رہ جاتے اور ان کی حکومت برباد ہو کر رہ جاتی ہے۔ کتنی اچھی بات ہے کہ

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

اللہ رب العزت ظلم سے بچائے اور عدل و انصاف کی زندگی نصیب فرمائے۔ آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

## خط و کتابت

کرتے وقت اپنا خریداری نمبر یا کھاتہ نمبر ضرور لکھا کریں۔ (مینجر)

علوی کے قلم سے

# آہ! پروفیسر یوسف سلیم چشتی

ع ــــ جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں

آج اچانک معلوم ہوا کہ ہمارے مخدوم و محترم جناب یوسف سلیم چشتی انتقال کر گئے ــــ جب یہ خبر ملی تو بھاگم بھاگ میانی صاحب دوڑے کیونکہ خبر دینے والے دوست نے کہا تھا کہ ابھی جنازہ ہے۔ وہاں پہنچے تو جنازہ ہو چکا تھا لیکن قبر پر مٹی ڈالنے کا عمل باقی تھا اس سنت میں شمولیت کی اور ہاتھ جھاڑ کر واپس آ گئے ــــ

واپسی پر ہمارے دل و دماغ پر ایک عجیب و غریب اثر تھا ــــ ۱۹۶۸ء میں جب ہم حضرو میں مقیم تھے تو پروفیسر صاحب موصوف کا طویل معذرت نامہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے "میثاق" میں چھپا جس پر مشہور منکر حدیث غلام احمد پرویز نے بڑی برہمی کا اظہار کیا ــــ ہم نے پرویز صاحب کے جواب میں ایک مقالہ لکھا جو ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور میں چھپا جسے پڑھ کر چشتی صاحب نے ہمیں ایک محبت بھرا خط لکھا ڈھیروں دعائیں دیں ــــ اس کے بعد خط و کتابت تو رہی لیکن ملاقات غالباً ۷۴ء کے اواخر یا ۷۵ء کی ابتدا میں ہوئی جب ہم لاہور آ گئے ــــ

ابھی تین سال قبل جب ان کی مشہور و معروف علمی کتاب "تاریخ تصوف" کے خلاف اہل بدعت نے ہنگامہ کیا تو ہم نے بعض دوستوں سمیت اس کتاب کے تحفظ کے لئے ہائی کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا جہاں ہمارے محترم دوست ارشاد احمد صاحب قریشی نے بھرپور بحث کی (اس رٹ کا فیصلہ ابھی باقی ہے) اس دوران اور پھر اس کے بعد تو بہت ملاقاتیں ہوئیں حتیٰ کہ ہر ہفتہ ایک ملاقات ضروری تھی۔ نہ جاتے تو یاد کیا جاتا پھر بھاگم بھاگ پہنچتے۔ ان کے بعض مسودات ہم نے حاصل کئے اور چھاپے جس پر وہ بے حد مسرور ہوئے اپنے منتخب کتب خانہ سے انہوں نے بعض کتابیں ہمیں عطا فرما دیں۔ پروفیسر محمد اجمل خان سیکرٹری مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی معرکۃ الآراء کتاب "ترتیب نزول قرآن" جس پر مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی تقریظ ہے وہ انہی سے میسر آئی جسے ہمارے دوست میاں ریاض الحق نے اپنے مکتبہ سنی پبلی کیشنز لاہور سے چھاپا مرحوم اس پر بے حد خوش تھے۔

شدید سردی کے زمانہ میں وہ کراچی چلے جاتے۔ اب کی بار وہ کراچی جانے کا عزم نہیں رکھتے تھے۔ جیسا کہ خود مجھ سے ذکر کیا۔ لیکن پھر تشریف لے گئے۔ ۱۱ر فروری کو لاہور پہنچے۔ اس سے دو دن قبل کراچی میں اچانک طبیعت خراب ہو گئی۔ شنید ہے کہ انہوں نے لاہور پہنچنے کی رب العزت سے دعا کی، چنانچہ وہ جہاز سے اتر کر ہسپتال گئے اور ہسپتال سے ان کی نعش گھر آئی ــــ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

چشتی صاحب بریلی کے رہنے والے تھے، بڑے عالم فاضل۔ مدتوں مسلم لیگ کے ورکر رہے اور بڑے اہم۔ بعض جگہ جناح صاحب نے ان سے تقریر کرائی لیکن ۱۹۶۰ء سے کچھ عرصہ قبل انہیں اکابرین جمعیۃ بالخصوص شیخ الاسلام مولانا مدنی کے خلاف اپنے منفی طرزِ عمل کا شدید صدمہ تھا چنانچہ انہوں نے ایک صحیح الفطرت اور خدا ترس انسان کی طرح طویل معذرت نامہ شائع کیا (جس کا ذکر ہو چکا) حضرت لاہوری قدس سرہٗ سے ان کا تعلق اُس زمانہ سے تھا (اس صدی کی تیسری دھائی) جب حضرت اقدس انجمن حمایت اسلام کے نائب صدر تھے) اور اس کے اشاعت اسلام کالج کے سرپرست (چشتی صاحب اس کے پرنسپل تھے) حضرت سے ان کی عقیدت مثالی تھی۔ مولانا عبیداللہ انور تو ان کی گود میں کھیلے تھے۔ ہفت روزہ خدام الدین کے حضرت لاہوری نمبر کی تقریب افتتاح کے موقعہ پر احقر کی درخواست پر تشریف لائے جب کہ کہیں آنا جانا نہ تھا، بڑی ٹھسے دار تقریر کی ــــ وہ ساری عمر رشتۂ ازدواج سے الگ تھلگ رہے ان کے عزیز بھائی یعقوب خان صاحب اور ان کے بچے بعد ان کا سرمایہ تھے جن سے انہیں بے حد پیار تھا ــــ سچی بات یہ ہے کہ مرحوم کے انتقال سے مجھے ذاتی طور پر بے حد صدمہ ہے اور میں سخت پریشان ہوں کہ میں آخری وقت ان سے نہ مل سکا، کوئی بات نہ کر سکا ــــ انشاءاللہ تعالیٰ ان کے متعلق میں مفصل لکھونگا حضرت السید پیر علاؤالدین شاہ صاحب نقشبندی سجادہ نشین دارالسلام ہرڈیو ضلع شیخوپورہ جیسے اکابرین ملت اور لاہور کے علمی حلقوں کا ان کے جنازہ میں آنا ان کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کے تقرب کی ایک دلیل ہے، ہر شخص غمزدہ تھا سید صاحب ان کی نسبت مجددی کا بڑی محبت سے ذکر کر رہے تھے۔

افسوس کہ قومی پریس نے ایک ایسے عالم و فاضل کی موت کو اپنے اخبارات کے کونوں کھدروں میں جگہ دی جب کہ بعض نے پرواہ نہ کی ــــ یہ بات بے حد شرمناک ہے اور ہمارے قومی کردار کی پستی کی غماز ــــ اے کاش کہ ہم اہل علم کی قدر کرتے۔

اللہ رب العزت چشتی صاحب کو جوارِ رحمت میں جگہ دے، ان کو اپنی رحمتوں سے نوازے اور ان کے متعلقین و لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے ــــ اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ وادخلہ فی جنّت النعیم۔

غمزدہ:
علوی 12-2-1984



## بقیہ: آنکھوں دیکھا حال

سے زیادہ روشنی ہوگی، اور حافظ کو اللہ فرمائیں گے حافظ! تو قرآن پڑھتا جا اور جنت کی منزلوں کو طے کرتا جا، ان مدارج پر چڑھتا جا، جہاں تیری آیت ختم ہوگی، جہاں پر تو مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاس پڑھے گا وہاں تجھے میں جنت میں اعلیٰ مقام نصیب کروں گا۔ تو یہ انعامات اس میدان میں حاصل ہوں گے، لیکن اس دنیا کے اندر بھی اللہ تعالیٰ حافظ کو عزت عطا فرماتے ہیں، عالی مرتبہ عطا فرماتے ہیں اور جیسے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ انہیں جتنی عزت بھی دنیاوی ملی ہے (جسٹس صاحب کو) یہ سب دین کی برکت ہے۔

اس کے بعد جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتہ صاحب کھڑے ہو گئے۔ قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب ایک ایک فارغ التحصیل خوش بخت کا نام پکارتے وہ آگے آتے تو اُن کا مختصر تعارف کراتے اور پھر سند ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ میں دیتے۔ ڈاکٹر صاحب اپنا دست شفقت طالب علم کے سر اور کمر پر پھیرتے اور مسکرا کر دلی مسرت کا اظہار فرماتے اور سند عطا فرماتے جاتے۔

آخر میں یہ نورانی محفل جسٹس مولانا عبدالقدوس قاسمی صاحب (مہمان خصوصی) کی مستجاب دعا پر نمازِ عصر سے قبل اختتام پذیر ہوئی۔

> "اے بیٹے! تجھ کو چاہیئے کہ گنگی اور خاموشی تیرا طریقہ ہو اور گمنامی تیرا لباس اور لوگوں سے بھاگنا تیرا اصل مقصود ہو۔"
> (نصائح غوث اعظمؒ)

# مدینہ مسجد اٹک میں تکمیلِ درسِ قرآن مجید کی ایک مختصر مگر ایمان افروز تقریب کا

# آنکھوں دیکھا حال

مورخہ ۸ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۸۴ء بروز جمعرات بعد از نماز ظہر مدینہ مسجد اٹک شہر میں حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم کا روزانہ درسِ قرآن عزیز با ترجمہ و تفسیر گیارہویں بار تکمیل پذیر ہوا جس کی آخری سورۃ کا درس ارشاد فرمانے کے لئے آپ نے حضرت مولانا الحاج حافظ عبد القدوس صاحب مدظلہٗ العالی، فاضلِ دیوبند، سابق صدر شعبۂ اسلامیات پشاور یونیورسٹی، حال جج فیڈرل شریعت کورٹ اسلام آباد کو مدعو فرمایا۔ آپ کے ساتھ مشہور عالم دین و محقق حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الواحد ہالے پوتہ صاحب بھی محترم المقام رانا محمد عاقل خان صاحب مدظلہٗ العالی کی معیت میں تشریف لائے۔ اس روحانی محفل میں اٹک شہر کے بے شمار معززین کے علاوہ دیگر مقامات سے بھی کافی حضرات نے شرکت فرمائی۔ حضرت قاضی صاحب کا یہ درس اپنی نوعیت کا منفرد درس ہے۔ آپ ہر روز نمازِ فجر کے بعد قرآنِ مجید کا مسلسل درس دیتے ہیں۔ تمام حضرات بہت بڑے چوکور حلقہ میں پھیل جاتے ہیں۔ سامنے قرآنِ کریم کے نسخہ جات رکھ دیئے جاتے ہیں۔ حضرت قاضی صاحب اپنا مصحفِ کریم کھول لیتے ہیں اور سادہ ترجمہ فرماتے ہیں جو آپ کے ساتھ ساتھ شرکائے درس بھی قرآنی الفاظ پڑھ پڑھ کر دہراتے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ تفسیر بھی ہوتی جاتی ہے۔ یہ مبارک سلسلہ ۱۹۶۲ء سے شروع ہے جب حضرت قاضی صاحب ایبٹ آباد سے مستقل طور پر اٹک شہر تشریف لاکر زینتِ مدینہ مسجد ہوئے۔ اٹک شہر پر خداوندِ کریم کا بہت ہی بڑا احسان ہوا کہ ایسے عالم باعمل کا یہاں ورود ہوا اور ۲۲ سال سے متواتر آپ کا فیض جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کے فیوضات کو تا دیر قائم رکھیں اور تشنگانِ علومِ الٰہیہ اور علومِ نبویہ سے بھرپور جرعہ نوشی کی توفیق عطا فرمائیں۔ احقر بھی حضرتِ محترم کے ارشاد پر حاضر ہوا اور آنکھوں دیکھا حال صفحاتِ قرطاس پر منتقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے تاکہ احاطۂ تحریر میں آکر یہ محفلِ قرآنی ایک مستقل ریکارڈ بن جائے اور اُن حضرات کو بھی فائدہ پہنچ جائے جو شریکِ محفل نہ تھے۔

احقر محمد عثمان غنی بی اے

منتظم درس قرآن عزیز و درس حدیث منزل انوار القرآن لالہ رخ واہ کینٹ

## تعارفی کلمات

(از، حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم)

گرامی قدر حضرت مولانا عبد القدوس قاسمی صاحب، محترم المقام ڈاکٹر عبد الواحد ہالے پوتہ صاحب! ڈاکٹر سید سعید اللہ صاحب! اور دیگر میرے بھائیو! بزرگو اور عزیزو! جیسا کہ آپ حضرات کو ہمارے دعوتی خط سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ آج کی یہ مختصر مگر دینی عظمت کے لحاظ سے ایک عظیم محفل ایک شرف میں منعقد کی گئی ہے۔ اس خوشی کو منانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ جب کوئی دینی کام تمہارے ہاں ہو جائے تو اُس کو خداوند تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت سمجھ کر بیان کرو بطور شکریہ کے، اور اُس میں دوسرے بھائیوں کو بھی شریک کر لو تاکہ سب اُس کی برکات اور ثمرات سے متمتع ہوسکیں۔ اس مدینہ مسجد میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۶۲ء سے روزانہ بلا ناغہ فجر کی نماز کے بعد قرآنِ عزیز کا درس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ وہ آج تک جاری ساری ہے۔ اللہ اُسے قبول فرمائے اور اللہ تعالیٰ پڑھنے والے، سننے والے سب بھائیوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

جب کبھی یہ ترجمہ تکمیل پذیر ہوتا ہے تو ہم اپنے کسی نہ کسی بزرگ کو تکلیف دیتے ہیں کہ وہ یہاں تشریف لاکر اس کی آخری سورت پر درس دیں اور پھر ہمیں اپنی دعاؤں سے نوازیں۔ آج کے اِس درس کی تکمیل کے لئے ہم نے جن کو تکلیف دی ہے میں اُن کا تھوڑا سا تعارف کرائے دیتا ہوں۔ یہ ہیں ہمارے محترم المقام مولانا عبد القدوس صاحب دامت برکاتہم، حضرت کاکا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متبرک فرمودہ قاضی خاندان میں سے ہیں، بہت اونچے خاندان کے ساتھ آپ کا تعلق ہے، پھر دار العلوم دیوبند کے فاضل ہیں، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید ہیں اور اِس گنہگار کے بڑے مشفق ہیں۔ یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جن لوگوں نے اپنے خون کو جلا کر ہدایتِ اسلام حاصل کی ہے۔ جو لوگ اپنے خون کے چراغ جلا کر اللہ کے دین کی خدمت کرتے ہیں اُن میں سے ہمارے محترم بھائی، بزرگ، مولانا عبد القدوس صاحب بھی ہیں۔ دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد ان کا تعلق پشاور یونیورسٹی کے ساتھ ہو گیا۔ مختلف مدارج طے کرتے کرتے اللہ کے فضل و کرم سے اِنھوں نے وہ تمام امتحانات پاس کئے اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کو پشاور یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات کی صدارت سے نوازا۔ اُس سے فراغت کے بعد ہمارے صدرِ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے آپ کو فیڈرل کورٹ کی جو شرعی عدالت ہے اُس میں جسٹس مقرر فرمایا ہے۔ تو ایک طالب علم جس نے اپنی طالب علمی مساجد سے شروع کی ہو، مسجدوں میں پڑھا ہو، وہ ایک ایسے مقام تک جب پہنچا تو اپنی محنت سے پہنچا۔ ہم نے حضرت مولانا کو درخواست کی، صرف ایک عریضہ لکھا، یہ اِن کی کرم نوازی ہے کہ اُس عریضے کے جواب میں یہ تشریف لائے۔ آپ کی بے حد مصروفیتیں ہیں، پھر صحت آپ کی بحال نہیں ہے، اللہ اِن کو سلامت رکھے، اِتنی تکالیف کے باوجود یہ تشریف لائے، ابھی یہ آپ کے سامنے جتنا بھی اِن کا جی چاہے، صحت جتنی بھی اجازت دے، آخری سورۃ پر درس دیں گے، اور اُس کے بعد پھر ہمارے دوسرے محترم کرم فرما ڈاکٹر عبد الواحد ہالے پوتہ صاحب دامت برکاتہم یہاں تشریف فرما ہیں۔ اِس بڑھاپے میں، اس کمزوری کے ساتھ یہ بھی ہمارے ہاں تشریف لائے، ہم پر بڑا کرم فرمایا، اللہ اِن کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ پچھلے سال ہمارے مدرسہ کے جو طلباء کامیاب ہوئے تھے، وفاق المدارس کے امتحان میں جو پاکستان کی بہت بڑی دینی مدارس کی ایک تنظیم ہے اُس امتحان میں کامیاب ہوئے تھے تو اُن کو سندات دی جائیں گی جو حضرت ہالے پوتہ صاحب کے ہاتھ سے ہم دلوائیں گے۔ یہ اُن طلباء کی خوش بختی ہے۔ اِسی طرح ہمارے مدرسہ کے وہ طالب علم جنہوں نے بڑی محنت کے بعد درجہ حفظ کے امتحان کو پاس کیا ان کی بھی جو سندات وہاں سے آئی ہیں وہ بھی ہم ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ سے دلوائیں گے۔ یہ وہ سندیں ہیں جو اس وقت ایم اے کے برابر ہیں۔ ہمارا مدرسہ چونکہ وفاق کے ساتھ ملحق ہے اِس لئے اس مدرسہ کی سند جو آدمی دورۂ حدیث پڑھ کر وفاق کے امتحان میں بیٹھ جائے گا اِس کی ڈگری کو گورنمنٹ نے ایم اے کے برابر تسلیم کیا ہے۔ اُس کے بعد پھر مختصر سی چائے آپ کی خدمت میں پیش ہوگی، پھر انشاء اللہ شکریے کے ساتھ آپ کو یہاں سے جانے کی اجازت ہوگی۔

## درسِ قرآن عزیز

(از حضرت مولانا الحاج عبد القدوس قاسمی صاحب دامت برکاتہم جج فیڈرل شریعت کورٹ)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِکِ النَّاسِ ۙ اِلٰہِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ۝

## حضرت قاضی صاحب کو خراجِ تحسین

بزرگو! قرآنِ کریم کی خدمت اتنا بڑا مقام ہے کہ جس کو نصیب ہو جائے اُس کی سعادت کے ساتھ کسی اور کی سعادت برابر نہیں۔ اور حضرت مولانا قاضی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت نصیب فرمائی ہے۔ اِن کی تمام توجہات قرآنِ کریم کی طرف ہیں۔ اِس لئے میرا یہ منصب نہیں کہ میں اِس قالین میں ٹاٹ کا پیوند لگاتا، آپ کو اس سورۃ کی تفسیر بتاتا۔ بہتر یہی ہوتا کہ وہ خود تفسیر فرماتے اور ہم ایسے ہی شرکت کر لیتے۔ اور اب بھی میری درخواست یہی ہوگی کہ میری گذارشات کو تمہید سمجھا جائے اور اصل تفسیر پھر وہی فرمائیں جس طرح کہ وہ آپ کے سامنے تفسیر ارشاد فرماتے رہتے ہیں۔ اس لئے کہ ماہر وہی ہوتا ہے جس کی توجہ ایک چیز کی طرف ہو۔ جس کی توجہات مرکوز ہونے کی بجائے منقسم ہو جائیں تو وہ اُس بات کا ماہر نہیں ہو سکتا۔ میں یہ اس لئے کہتا ہوں کہ میری توجہات منقسم ہیں، مختلف قسم کے مشاغل ہیں۔ حضرت قاضی صاحب کی مکمل توجہات قرآنِ کریم کی طرف ہیں۔ کم از کم چالیس سال سے آپ قرآنِ کریم کی طرف مکمل توجہات مرکوز کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ اُن کی کرم فرمائی ہے، حُسنِ سلوک ہے کہ مجھے اس مقام پر بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ تعمیل حکم کے مطابق میں اِس سورۃ کا ترجمہ اور اُس کی تشریح بزرگوں کے ترجمے اور تشریح کے مطابق کرتا ہُوں۔

## خاندانِ ولی اللّٰہی کا ذکرِ خیر

آپ تمام حضرات کو علم ہے میرا اور قاضی صاحب کا اشتراک اِس میں ہے کہ ہم دونوں حضرت مدنی کے شاگرد ہیں (رحمۃ اللہ علیہ کے) اور ہمیں اس پر فخر ہے کہ ہمارا تعلق دارالعلوم دیوبند سے ہے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرات جو دیوبند سے وابستہ ہیں، ہم تمام جو ہیں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے معلق ہیں۔ ہماری شاگردی کا سلسلہ اُن تک پہنچتا ہے۔ ہندوستان میں، برصغیر پاک و ہند میں قرآنِ کریم کی خدمت کا سلسلہ بھی حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے خود فارسی میں قرآنِ کریم کا ترجمہ لکھا اور ترجمے کے اصول متعیّن فرمائے کہ ترجمہ کیا ہوتا ہے۔ تفسیر کے اصول متعیّن فرمائے اور اپنی اولاد کو اس خدمت پر مصروف رکھا۔ اُن کی اولاد میں سے تین بزرگوں نے قرآنِ کریم کی خدمت بڑے اونچے درجے کی کی۔ پہلے بزرگ تھے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ۔ اُن کی آخری دو پاروں کی اور پہلے سوا پارے کی تفسیر اتنی مبسوط، اتنی مفصّل اور اتنی ہمہ گیر ہے اور اتنی دلچسپ ہے کہ مدتوں لوگ اس تفسیر سے استفادہ کرتے رہیں گے۔ اُن کے دوسرے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے اردو میں پہلا ترجمہ لکھا اور اُس پر تھوڑے سے فوائد لکھے، اور وہ ترجمہ اور فوائد مجھے یقین ہے ایسے ہیں کہ جو اثر اور پختگی اُن میں ہے وہ کم از کم میرا دل تو یہی کہتا ہے کہ کسی اور میں وہ پختگی اور وہ اثر نہیں ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے صاحبزادے شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ بالکل لفظی کیا اور مجھ سے جب کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں قرآن کریم کے معانی و مطالب سیکھنا چاہتا ہُوں تو میں اُس کو مشورہ دیتا ہُوں کہ تم شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کو سامنے رکھو، لفظ لفظ کا ترجمہ تیری سمجھ میں آئے گا، ایک طرف تجھے قرآن کریم آجائے گا اور دوسری طرف تجھے لفظ لفظ کا ترجمہ آجائے گا۔ مثلاً فِیْهِ (اُس میں) شاہ رفیع الدین صاحبؒ ترجمہ کرتے ہیں۔ "بیچ اُس کے"۔ توفِی کا ترجمہ پہلے آتا ہے ہِ کا ترجمہ بعد میں آتا ہے، ترتیب اُسی طرح قائم رہتی ہے جس طریقے پر قرآنِ کریم کے الفاظ کی ترتیب ہے۔ بہرحال شاہ عبدالقادرؒ کا جو ترجمہ ہے اس کے ہمارے بزرگ ہمیشہ قدر دان رہے ہیں۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، اللہ اُن کو مغفرت فرمائے اور بلند درجات نصیب فرمائے، امرتسر میں تھے، وہاں ہمارے ایک اور بزرگ تھے مولانا بہاء الحق قاسمیؒ، وہ بھی امرتسر میں تھے، وہاں پر ایک جلسہ منعقد ہونا تھا، وہاں کی بڑی مسجد میں جلسے کا اہتمام



مولانا بہاء الحق قاسمیؒ نے کیا تھا، ہم بھی سب لوگ شریک تھے، احناف کی طرف سے، حنفی فقہ والوں کی طرف سے ایک جلسہ منعقد ہو رہا تھا اور عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی درخواست کی گئی تھی کہ ایک تقریر آپ بھی اُس جلسے میں کریں گے۔ وہ سرگودھے گئے تھے اور شام کی گاڑی میں ان کو آنا تھا، مجھے بھیج دیا کہ جاؤ تم ریلوے سٹیشن، شاہ صاحبؒ گھر نہ جانے پائیں اور جلسہ گاہ میں پہنچ کر تقریر فرمائیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے تقریر کی، تو اُس تقریر میں شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے چند الفاظ کا تذکرہ فرمایا۔ ان دو لفظوں کا مجھے اب تک یاد ہے۔ شاہ صاحبؒ نے اپنی تقریر میں اِن لفظوں کو اِس طرح واضح کیا کہ ایسا ترجمہ اور کہیں ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک تو اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ کا ترجمہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے "اللہ نِرا دَھار ہے"۔ ہندی میں وہ لائے ہیں اور فرماتے تھے کہ میں نے کئی ایک سے پُوچھا، ہندو جو تھے وہ حیران ہو گئے کہ یہ لفظ تمہیں کیسے آ گیا؟ کہتے تھے کہ صمد کا بعینہٖ وہ ترجمہ ہے جو شاہ صاحب نے نِرا دَھار لا کر کیا۔ صمد وہ ذات ہے کہ لوگ اُس کے محتاج ہوں، وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ دونوں لفظ اس میں آ جاتے ہیں۔ اور ایک مجھے یاد ہے کہ "مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝" اور بدی سے بُرا چاہنے والے جب لگے ہُونسنے"۔ ترجمہ کیا انہوں نے اِذَا حَسَدَ ۝ "جب لگے ہُونسنے"۔ تو وہ اُس وقت اپنی شکل بھی اِس طریقے پر بنا لیتے تھے کہ اس کا مطلب ہے کہ دوسرے کے ساتھ کوئی اچھائی ہو رہی ہو، اور یہ کہے یہ کیوں ہو رہی ہے؟ اُسے گھُٹن ہو رہی ہو، کسی دوسرے کے ساتھ نیکی ہو رہی ہو تو اِس کو گھٹن ہو تو ہُونسنا اُس کو کہتے ہیں۔ تو شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خاص طریقہ تھا۔

## شاہ عبدالقادرؒ اور شیخ الہندؒ کے تراجم

ہمارے بزرگ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ہمارے استادؒ کے استاد تھے۔ وہ فرماتے تھے اس ترجمے کو آسان بنانے کی کوشش کی ہے۔ ہم لوگ ابتداع کی بہ نسبت اتّباع کو ترجیح دیتے ہیں۔ نئی چیز پیدا کرنے کی بہ نسبت بزرگوں کی پیروی کو ترجیح دیتے ہیں۔ کُلُّ جَدِیْدٌ لَذِیْذٌ، ہر نئی چیز لذّت والی ہوتی ہے، لوگ اُسی کو پسند کرتے ہیں، اور ہم بھی مجبور ہوتے ہیں، جدّت بھی ہمارے طرزِ عمل میں موجود ہے لیکن جہاں تک ہو سکے قدیم کے ساتھ وابستہ رہیں۔ تو مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کی درخواست پر قرآن کریم کا ترجمہ لکھا لیکن انہوں نے اپنی طرف سے نیا ترجمہ لکھنا مناسب نہیں سمجھا۔ انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کو لے کر صرف وہ الفاظ بدلے ہیں جن الفاظ کا سمجھنا آج کل کے زمانے میں (یعنی اُن کے زمانے میں) مشکل تھا، تو اس لئے چُونکہ مقصد لوگوں کو سمجھانا تھا تو اس میں معمولی تغیّر و تبدل کیا گیا۔ تو میں آپ کو شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اور شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ دونوں سُناتا ہُوں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیمط "شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے"۔ یہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہے۔ لیکن شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے میں ہے "شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا"۔ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ "بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے" لگا کر واضح کر دیا۔ اُس کے بعد ہے قُلْ، کہہ، تُو کہہ۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو قرآنِ کریم میں خطاب فرمایا گیا ہے قُلْ تُو کہہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) تُو کہہ۔ اَعُوْذُ، میں پناہ میں آیا۔ اَعُوْذُ عربی کے لحاظ سے فعل مضارع کا صیغہ ہے۔ اور اسی لئے ترجمہ کیا مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ "میں پناہ لیتا ہُوں"۔ لیکن شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ فرماتے ہیں کہ "میں پناہ میں آیا"۔ اور ہمارے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ بھی اِس ترجمے کو اُسی طرح رکھتے ہیں کہ "میں پناہ میں آیا"۔ فرمایا کہ یہ ترجمہ مجھے پسند ہے اس لئے کہ مضارع کا صیغہ کبھی کبھی ماضی کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے، اور یہاں ماضی کے معنے میں استعمال کیا شاہ صاحبؒ نے۔ بِ، ساتھ۔ جس کا ترجمہ

کرتے ہیں" کی"۔ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ" لوگوں کے رب کی"۔ یہی ترجمہ دونوں میں ہے۔ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اور شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے بھی، کہ "میں پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی"۔ مَلِكِ النَّاسِ ۙ" لوگوں کے بادشاہ کی"۔ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ" لوگوں کے معبود کی"۔ شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں" لوگوں کے "پوجے کی"۔ ہندی میں آتا ہے لوگوں کا پوجا۔ حضرت شیخ الہندؒ نے اس کو تبدیل کر دیا" لوگوں کے معبود کی"۔ کیونکہ پوجا کسی کی سمجھ میں نہ آتا۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ "بدی سے اُس کی جو سنکائے"۔ شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں۔ شیخ الہندؒ اس کو واضح فرماتے ہیں" بدی سے اُس کی جو پھسلائے"۔ سنکائے کا مطلب "بہکائے"، "پھسلائے" اَلْخَنَّاسِ ۙ" اور وہ چھپ جائے"۔ پھسلائے اور چھپ جائے۔ تشریح میں انشاءاللہ بعد میں عرض کروں گا۔ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ" وہ جو خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دل میں"۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۙ "جنوں میں اور آدمیوں میں"۔ دونوں حضرات کا یہی ترجمہ ہے۔

## حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ

پھر ایک ترجمہ حضرت لاہوریؒ کا ہے جو انجمن خدام الدین نے شائع کیا ہے۔ وہ بھی پھر اس کو زیادہ آسان بنانے کے لئے کیا گیا ہے۔ وہاں ہے" اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ کہہ دو میں لوگوں کے رب کی پناہ میں آیا۔ لوگوں کے بادشاہ کی۔ لوگوں کے معبود کی۔ اُس شیطان کے شر سے جو وسوسہ ڈال کر چھپ جاتا ہے۔ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ جنوں اور انسانوں میں سے"۔ یہ ترجمہ زیادہ بامحاورہ ہو جاتا ہے اور فہم والا ہے۔

## صرف اردو ترجمہ شائع کرنا ناجائز ہے

پھر ہمارے بزرگ ایسے ہیں کہ انہوں نے اپنی محنت کی اور اپنی محنت کے ذریعے سے جو کچھ اُن کی سمجھ میں آیا وہ اُنہوں نے لکھا اور معنے واضح کر دئے۔ قرآن مجید کا ترجمہ بعینہٖ وہی نہیں ہو سکتا جس طریقے پر اللہ تعالیٰ کے اپنے الفاظ ہیں۔ اور پُورے اُس مطلب کو ادا نہیں کر سکتا۔ اگر ایک ترجمہ بعینہٖ وہی مطلب ادا کرتا تو ایک کے بعد دوسرے بزرگ کو اختلاف کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی اور پھر صرف ایک ترجمہ ہوتا۔ تو اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ جب بھی قرآنِ کریم کا ترجمہ کوئی شائع کر دے تو صرف ترجمہ شائع کرنا ناجائز ہے اس لئے کہ جو قرآنِ کریم اصل ہے وہ تو عربی متن ہے۔ اگر ترجمے میں کوئی غلطی ہو تو ہو، قرآنِ کریم کا اپنا متن، قرآنِ کریم کے اپنے الفاظ، اللہ تعالیٰ کے اپنے الفاظ تو انسان کی زبان پر چڑھ جائیں گے اور اُس کی برکات دانستہ یا نادانستہ اُس تک پہنچ جائیں گی۔

٭٭٭

## اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور اُن سے درخواست کی کہ "اے اللہ! آپ تک پہنچنے کا وسیلہ کیا ہے"؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا" قرآنِ کریم، اُس کی تلاوت"۔

## مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

اب میں ترجمے کے بعد کچھ تشریح عرض کرتا ہُوں۔ اس سورۃ سے پہلے سورۂ فلق تھی اور یہاں ان دونوں سورتوں کی شانِ نزول بھی بیان فرمائی ہوگی کہ کس طریقے پر یہ سورتیں اُتریں اور کس طریقے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اُس کے اثرات دکھائے اور کس طریقے پر اُنہوں نے پھُونک کر اُس کا فائدہ خود بھی حاصل کیا اور ہمارے لئے بھی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ان سے بہتر سورتیں اور کوئی نہیں ہیں۔ تو اُس سورۃ میں چار باتوں سے پناہ حاصل کر لی گئی تھی رَبُّ الْفَلَقِ کی۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے اُستاد کے اُستاد کے اُستاد تھے اور دار العلوم دیوبند کے بانی تھے اور میں جو اپنے آپ کو قاسمی کہتا ہُوں وہ صرف اُن کی نسبت سے کہتا ہُوں۔ ہم دیوبند سے فائدہ اٹھانے والے بالواسطہ حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے فائدہ اُٹھاتے ہیں، اسی لئے ہم دیوبند



والوں میں سے بہت سے لوگوں نے یہی کیا کہ ہم اپنے آپ کو قاسمی کہتے ہیں صرف اس لئے کہ وہاں سے نسبت ہو جائے، اپنی طرف سے دوسری نسبتیں اور ہیں، میرے بھائی وہ نسبتیں استعمال کرتے ہیں مگر میں یہ نسبت استعمال کرتا ہوں۔ تو مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی جو تفسیر ہے وہ تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قرآنِ کریم کے حواشی میں لکھی ہے جو میرے سامنے اس وقت پڑا ہُوا ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہے، اِس میں انہوں نے بیان کیا کہ پہلی سورۃ میں انسان کی اخلاقی، روحانی اور عملی تربیت کی مثال ایسی ہے جس طرح پودا ہو۔ پودا لگایا جاتا ہے اور پودا لگانے والا باغبان یہی کوشش کرتا ہے کہ اس پودے کو اُن آسمانی آفات سے محفوظ رکھا جائے جو آ سکتی ہیں اور اس پودے کے لئے پانی، تمازتِ آفتاب اور ہوَا وغیرہ کا انتظام کیا جائے جو اُس کے ضروری ہیں، اور اُس کی اُن جانوروں سے حفاظت کی جائے جو اُس کو ابتداء ہی میں ختم کر سکتے ہیں، اور پھر جب کھیتی بالکل تیار ہو جائے تو باغ کے مالک کو یہ بھی خیال ہوتا ہے کہیں دشمن آ کر اس کو میری بے خبری میں کاٹ نہ لے۔ تو یہ چار قسم کی باتیں جو ہیں ان کے لئے پہلی سورۃ میں مومن کی کھیتی، شجرِ ایمان اور شجرِ عمل، اُس کی حفاظت کے لئے وہ پناہ لیتا ہے اُن باتوں سے جو ابتداءً اُن کو تکلیف نہ پیش آ سکے۔ اُس کے بعد یہ فرمایا اِس آخری سورۃ کے متعلق کہ ظاہری خرابیاں جو باغ کو پیش آ سکتی ہیں، اُن ظاہری خرابیوں کا ذکر تو وہاں آ گیا لیکن کبھی کبھی باغ لگانے والے کے پودے کو پہلے ہی کوئی اِس قسم کا گھُن لگ جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ تخم ہی خراب ہو جاتا ہے، اور اندرونی بیماری ایسی لگ جاتی ہے کہ وہ آگے بڑھنے ہی نہیں پاتا، پھلنے پھُولنے ہی نہیں پاتا جس کو آج کل کی اصطلاح میں آپ کہتے ہیں جراثیم۔ ایسے جراثیم پڑ گئے جن کی وجہ سے وہ کھیتی آگے بڑھتی ہی نہیں۔ کہتے ہیں شجرِ ایمان اور شجرِ عمل جو کھیتی ہے ہماری، ہمارے اعمال کی کھیتی اور ہمارے ایمان کی کھیتی، اِس کھیتی کے لئے جراثیم جو ہیں وہ وہ اعمالِ شیطانی ہیں، وسوسہ شیطانی ہے اور اس سے زیادہ حفاظت کی ضرورت ہے اس لئے کہ تمام کئے کرائے پر جو پانی پھرتا ہے وہ اِن چیزوں سے پھرتا ہے۔ اس لئے اس سورۃ میں اُس ایک خاص مرض کے جو اندرونی طور پر شجرِ ایمان اور شجرِ عمل کو لگتا ہے، اُس کے علاج کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی گئی ہے —— یہ حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح ہے اِن دو سورتوں کے متعلق۔

## اللہ تعالیٰ کی صفات

اب مزید تشریح یہ ہے کہ اِس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی صفات تین بیان کی گئی ہیں۔ پہلی صفت ہے رَبُّ النَّاسِ۔ رَبُّ کے معنیٰ ہیں تربیت دینے والا، پالنے والا۔ رَبَّہٗ یا رُبَّہٗ کے معنیٰ ہیں تربیت کرنا، جسے آپ مربّی کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی صفت قرآنِ کریم کی ابتداء میں رَبُّ الْعَالَمِیْنَ بیان کی گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ یہاں بھی رَبِّ النَّاسِ کہہ دیا گیا، وہ ذات، پروردگا (یہ پروردگار۔ اسی کا ترجمہ ہے فارسی میں) پروردن کے معنیٰ بھی ہیں پالنا، جو تمام لوگوں کی تربیت کرتا ہے، جسمانی بھی اور رُوحانی بھی، بچہ پیدا ہوتا ہے وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ (النحل ۸)—— اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی ماؤں کے پیٹوں سے پیدا کیا، نکالا۔ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا (النحل ۸)، جس وقت تمہارا کوئی علم نہیں تھا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (النحل ۸) جب تمہیں نکالا، نکالنے کے بعد تمہارے کان بھی پیدا کئے، قوتِ شنوائی بھی تم میں ڈال دی، قوتِ بینائی بھی تم میں ڈال دی اور قوتِ فہم بھی تم میں ڈال دی تاکہ تم شکر گذار ہو جاؤ۔ ہر بچے کو جب ابتداء میں آپ دیکھیں گے، پہلے آواز بھی نہیں سُنتا، پہلے وہ پہچانتا بھی نہیں کسی کو، پہلے وہ کسی بات کو سمجھتا بھی نہیں، آہستہ آہستہ، آہستہ آہستہ سمجھ میں آتی ہے۔ چونکہ آجکل تو لوگ یہ کرتے ہیں کہ فوٹو لیتے ہیں، لیکن ہر شخص کو اگر اپنا فوٹو دکھایا جائے، ہر

وَسْوَسَ اور جب انسان اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو یہ غافل ہونے کی وجہ سے شیطان وسوسے ڈالتا ہے۔ وسوسۂ شیطانی کے لئے غفلت ضروری ہے۔ جب تک غفلت نہ ہو ـــــ یعنی ذِکرُ اللہ سے غفلت ـــــ تو ذِکرُ اللہ سے غفلت کی وجہ سے تو شیطان وسوسہ ڈالتا ہے، اگر ذِکرُ اللہ سے غفلت نہ ہو تو پھر شیطان خنّاس ہے، وہ پیچھے ہٹتا ہے۔ اس لئے نہیں کہ ہٹ گیا، بلکہ اس لئے کہ وہ تاک میں ہے کہ پھر جب یہ غافل ہو جاتا ہے تو دوبارہ آجاؤں گا۔ تو اس تاک میں رہنے والے پیچھے ہٹنے والے کو خنّاس کہہ دیا گیا۔

## دو قسم کے شیاطین

اور وہ کیا کرتا ہے؟ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ وہ لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا اچھا کہا ہے کہ "سینوں" کا لفظ اس لئے کہا کہ یہ دل کے لئے میدان ہے۔ اصل دل پر تو شیطان حملہ کر سکے یا نہ کر سکے، وہ کوشش کرتا ہے کہ دل کے سامنے جو میدان ہے اُس میں اپنے وسوسے کو ڈالے تاکہ میدان سے پھر آگے جا کے بیٹھک میں پہنچ جائے، تو وہ شیطان اِس قسم کے وسوسے ڈالتا ہے۔ اور آگے فرمایا مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ یہ شیطان جنّوں میں بھی ہو سکتے ہیں اور انسان میں بھی ہو سکتے ہیں۔ جو انسان وسوسوں کا کام کرتے ہیں وہ بھی شیاطین کا کام کرتے ہیں۔ قرآنِ کریم میں انسانوں کو بھی شیطان کا لفظ دیا گیا ہے، اس سورۃ میں بھی اور پہلی سورۃ میں بھی۔ منافقوں کے بارے میں کہا وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ (بقرہ ۱۳) جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ایمان لاتے ہیں، ایمان لائے، وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ اور جب تنہائی میں پہنچتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس، جو بڑے بڑے کافر تھے، شیطان، جو اُن کو سکھاتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں جا کے یہ بات کہہ دو، یہ بات کہہ دو، تو وہ کہتے ہیں جب اُن "شیطانوں" کے ساتھ ملتے ہیں ـــــ اور اسی طریقے پر آٹھویں پارے میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ (انعام ۱۱۲) اسی طریقے پر ہم نے ہر نبی کے دشمن بنائے ہیں کچھ، اور وہ دشمن وہ لوگ ہیں جو شیاطین ہیں، کچھ انسانوں کے شیاطین اور کچھ جنّات کے شیاطین، یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ جو ایک دوسرے کو سکھاتے ہیں بہکائی ہوئی باتیں اور دھوکا دینے والی باتیں، تو اسی طریقے پر شیطان جو انسانوں سے ہو وہ بھی اسی قسم کے کام کرتا ہے اُنہی شیطانوں کی طرح جو شیطان جنّات کے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ شیطانِ جن جو ہے اُس کو تو اللہ تعالیٰ نے یہ تسلّط دیا ہے کہ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ، شیطان جو ہے وہ انسان میں اس طریقے پر سرایت کرتا ہے جس طریقے پر خون سرایت کرتا ہے، اور اس لئے اُس سے پناہ میں آنے کے لئے سخت ضرورت ہے، اور انسانوں میں جو ہوتا ہے وہ انسان کو نظر بھی آجاتا ہے اور دُور سے حملہ کرتا ہے، یہ اُس کا حملہ جنّی شیطانوں کی بہ نسبت کمزور ہوتا ہے، لیکن بعض دفعہ وہ حملہ بھی خطرناک ہوتا ہے۔

## یہودیوں کی ریشہ دوانیوں سے خبردار رہو

آج کل ہمارے زمانے میں یہودیوں کے پاس وہ حربے ہیں جو شیطانوں کے پاس نہیں۔ اور وہ یہودی اہلِ قلم بن کر اور اہلِ قلم کے اُستاد بن کر وہ وہ کام کرتے ہیں جو کام شیاطین جنّات والے نہیں کر سکتے جس طرح وہ کرتے ہیں، کتابیں لکھتے ہیں مؤمنوں کو پھسلانے کے لئے، اور دوستی کے لباس میں آ کر ہمیں وہ باتیں بتاتے ہیں جو ہم بظاہر سمجھتے ہیں کہ یہ ہماری خیرخواہی کے لئے کرتے ہیں مگر دراصل وہ ہماری دشمنی کی کرتے ہیں۔ چنانچہ میں اپنے



شاگردوں سے بھی کہتا ہوں اور جو بھی نئی روشنی میں سے روشنی حاصل کرنے والے ہیں اُن کی خدمت میں بھی کہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو تمہارے دین میں تمہارا ہم خیال نہیں اُس کی بات جو تمہارے دین کے بارے میں بھی تمہیں بتا دے اُس کو بہت احتیاط سے پڑھا کرو وہ اس میں زہر مِلا کر کبھی کھلاتے ہیں اور وہ جو زہر مِلا ہوا ہوتا ہے اُس کا پہلے سے پتہ نہیں چلتا، جب دس سال، آٹھ سال، بارہ سال اُس زہر کے ساتھ انسان خالی ہو جاتا ہے پھر اُس کو پتہ چل جاتا ہے کہ اُس میں کتنا زہر بھرا ہوا ہے۔ اس لئے آج کل وسوسہ سے پناہ مانگتے ہیں تو اس میں اس وسوسہ سے بھی پناہ مانگنے کی ضرورت ہے جو یہودی لکھنے والوں کے ذریعے ہمیں بھی کمیونسٹ لٹریچر کے ساتھ، کبھی فکشنز کے ساتھ کبھی ایسے عیسائیوں اور پادریوں کے لکھنے کے ساتھ جو بظاہر اسلام کی ہمدردی میں لکھتے ہیں اُن کے ساتھ ہمیں وہ زہر مِلا کر دیا جاتا ہے۔ اور ہر اُس شخص سے بچنے کی ضرورت جو بُری صحبت میں انسان کو لے جانے کی کوشش کرے۔

## شیطان کے چھ حملے

میں ایک بار ترجمہ پھر کرتا ہوں، پھر حافظ ابنِ قیم کی ایک بات سُناتا ہوں۔ قُلْ، کہہ دیجئے۔ اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے، تو کہہ، اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ میں پناہ میں آیا لوگوں کے پروردگار کی۔ مَلِكِ النَّاسِ ۙ لوگوں کے بادشاہ کی۔ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ لوگوں کے معبود کی۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ اُس شیطان کے شر سے جو وسوسہ ڈالنے والا اور چھپ جانے والا ہے۔ اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ جو لوگوں کے دِلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ چاہے وہ جنّوں میں سے ہو چاہے لوگوں میں سے ہو۔ حافظ ابنِ قیّم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان جو ہے وہ انسان کو بہکاتا ہے تو اُس کے چھ طریقے ہیں۔ پہلا بہکانے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالےٰ کے کفر میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کفر و شرک یا انکارِ خداوندی میں یعنی کافر بنانے میں اس کی کوشش پہلی ہوتی ہے کیونکہ وہ سب اُس کا اپنا علاقہ ہے۔ اور پھر اُس کے بعد فرماتے ہیں۔ کہ اگر اُس میں وہ ناکام ہو گیا تو پھر اُس کو بدعت میں مبتلا کرتا ہے، سُنّت سے ہٹانے کے لئے مختلف قسم کی بدعات اُس کو دین کی غیر چیزیں اُس کو دین بنا کے دکھاتا ہے، آجکل آپ دیکھتے ہیں نا بہت سی بدعات؟ جو دین میں نہیں ہیں، لوگ اُن کو دین سمجھ کر کرتے ہیں اس لئے شیطان بڑا خوش ہوتا ہے کہ میں نے غیر دین کو دین بنا کر اِس کی عقیدت اُس طرح اُس کے ساتھ قائم کر دی جس طرح کسی شخص کی عقیدت سُنّت کے ساتھ قائم کی جائے۔ اسی طرح اس شخص کی عقیدت میں نے بدعت کے ساتھ قائم کی۔ اور اُس کے بعد پھر تیسرا درجہ یہ ہے کہ وہ اس کو بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر وہ اُس سے بھی بچ جائے تو پھر اُس کو چھوٹے چھوٹے گناہوں میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے بھی بچ جائے، شیطان کے حملے میں نہ آئے چھوٹے گناہوں میں بھی تو پھر اُس کو مباحات میں مصروف رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

## میرا اپنا ایک واقعہ

میں مکّہ معظمہ میں گیا اور مجھے خیال آیا کہ میں دیکھوں یہ خانہ کعبہ کے آگے مسجدِ حرم کے کتنے دروازے ہیں۔ میں نے اُس طرف دیکھا تو ایک صاحب دروازے میں تھے میں نے اُن سے پُوچھا کہ حرم کے اِس دروازے کا نام کیا ہے؟ فرمایا کہ اللہ کے بندے! یہاں عبادت کرو، یہ کیا فضول کام ہے؟ دروازے کا نام تجھے معلوم ہو کہ نہ ہو، اس سے کیا تمہیں فائدہ ہوگا؟ فائدہ تو تمہیں حرم میں جا کر عبادت کرنے سے ہے۔

## مباحات میں مصروف رکھنا بھی شیطان کا کام ہے

تو یہ شیطان اسی طریقے پر ان کاموں میں لگاتا ہے جو بظاہر ہیں تو مباح لیکن

وہ اوقات جو اچھے کاموں میں مصروف ہو سکتے ہیں وہ انسان کے بے کار کاموں میں، خراب کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں، کوئی درخت کے پتے گنتا ہے، کوئی پیڑ کے آم گنتا ہے، کھانے سے کام کوئی نہیں ہے، گننے سے کام ہو جاتا ہے۔ تو یہ مباحات میں مصروف رکھنا، یہ بھی شیطان کا کام ہے۔

## شیطان کا آخری حملہ

اور پھر اُس کے بعد کہتے ہیں کہ ایسا بھی ہوتا ہے اگر مباحات میں مصروف نہ رکھے تو جو کام اہم ہیں اُن کی بجائے غیر اہم کاموں میں مصروف رکھ لیتا ہے۔ اور پھر فرماتے ہیں —— بڑی اچھی بات فرمائی —— کہ اگر انسان کو اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہو، اور شیطان کا حملہ ان چھ کے چھ دروازوں سے نہ ہو جائے تو پھر شیطان کیا کرتا ہے؟ اُس انسان کے دشمنوں کو جا کر اُس کے خلاف کرتا ہے، اِس کے خلاف ہو جاؤ، یہ دیکھو، لوگوں سے کہہ دو کہ یہ آدمی جو ہے یہ مخالفت تمہاری کرتا ہے اور یہ بیکار ہے اور یہ اس طرح ہے، اس طرح ہے، پھر لوگوں کو اُس کا دشمن بناتا ہے۔ اور پھر اُس کے بعد جب وہ دشمنی اس کی بہت سخت ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں مومن اُس وقت اپنی زرہ پہن لیتا ہے اور اُن دشمنوں کے مقابلے پر آتا ہے اور اس طریقے پر اللہ تعالےٰ کے دین کی حفاظت کے لئے جہاد کرتا رہتا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے پاس پہنچے اور مجاہدانہ زندگی گذار کر پہنچے۔

## حاصل کلام

تو اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے ان تمام حملوں سے محفوظ کر دے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم بھی اسی طریقے پر جہاد کا لباس پہن لیں اور وہ جہاد ہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اپنے اصول کے ساتھ، اپنے فروع کے ساتھ، اپنے اعمال کے ساتھ، اپنے سُنن کے ساتھ، اپنے مستحبات کے ساتھ اِس دنیا میں فروغ دینے کی پوری محنت کریں یہاں تک کہ ہمارے ہاتھوں اور جس کے بھی ہاتھوں اللہ تعالےٰ چاہے دین کو فروغ حاصل ہو جائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ

---

# تقسیمِ اسناد

(از دستِ جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتہ صاحب دامت برکاتہم)

## کلماتِ تعارف متعلقہ دینی مدرسہ جامعہ مدنیہ اٹک

(از محترم المقام حافظ قاری قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب دامت برکاتہم۔ فرزندِ ارجمند حضرت اقدس قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم)

حضراتِ گرامی! حضرت دامت برکاتہم العالیہ نے بڑے اچھے انداز کے اندر قرآن مجید کی آخری سورۃ کا درس دیا، علماء کا تذکرہ ہوا، مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کا تذکرۂ خیر ہوا اور ہمیں بتایا گیا کہ شیطان، جو انسانوں میں سے بھی ہیں اور جنّات میں سے بھی ہیں، اُن کے حملوں سے کس طرح محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ آپ لوگ خوش نصیب ہیں کہ آپ کئی دفعہ قرآنِ مجید کا درس یہاں سے سُن چکے ہیں ترجمے کے ساتھ، تشریح کے ساتھ۔ الحمدللہ یہ ہماری مسجد کے اندر گیارہویں مرتبہ ترجمے اور تفسیر کے ساتھ قرآنِ مجید کا درس ختم ہوا ہے۔ گیارہ دفعہ پورا قرآن ختم ہو چکا ہے۔ حضرت دامت برکاتہم العالیہ نے دعوتی خطوں پر سات مرتبہ لکھا ہے، میں نے عرض کی حضرت! یہ تو گیارہ دفعہ ہو گیا، فرمایا ہم نے کونسا کسی سے انعام لینا ہے، اللہ قبول فرمائے، جتنی دفعہ بھی ہو گیا۔ سنہ ۱۹۶۲ء میں ہم ایبٹ آباد سے یہاں آئے، سنہ ۶۲ء سے یہ درس شروع ہوا، ہر دو سال کے بعد ترجمہ اور تفسیر مکمل ہو جاتی ہے، تو اس طرح سنہ ۱۹۸۴ء تک یہ گویا گیارہ دفعہ الحمدللہ پورے قرآنِ مجید کا ترجمہ تفسیر کے ساتھ مکمل ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اور اللہ تعالیٰ کا بے حساب لطف وکرم ہے۔ جس کا قرآن مجید کے ساتھ تعلق ہو جاتا ہے جیسا کہ ابھی حضرت نے فرمایا کہ امام احمد ابنِ حنبلؒ نے اللہ سے پوچھا کہ یا اللہ! تیرے ساتھ تعلق کس طرح



قائم ہو؟ فرمایا میرا کلام پڑھ، میرے کلام کی تلاوت کر، میرے کلام کے ساتھ اپنے دل کو منور کر، میرے کلام کے ساتھ اپنے دل کو آباد کر، تیرا تعلق میرے ساتھ قائم ہو جائے گا۔ تو اہل اللہ کے ساتھ، اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ تعلق قائم کرنے سے قرآن کے ساتھ تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ ہمارے حضرت دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ الحمدللہ جن لوگوں کا تعلق ہے اُن کو اللہ تعالیٰ تین نعمتیں عطا فرماتے ہیں اِس دنیا کے اندر، یہ میں آپ کو اس لئے عرض کرتا ہوں کہ کل آخری سورۃ کا یہ درس ہو جائے گا، پرسوں سے پھر الحمدللہ قرآن مجید کا ترجمہ شروع ہو گا سورۃ فاتحہ سے۔ شہر کے لوگو آیا کرو، قرآن مجید کا ترجمہ سُنا کرو، جن لوگوں نے قرآن مجید ناظرہ بھی نہیں پڑھا وہ بھی آ کر پڑھ لیا کرو۔ یہاں پر کتنے بزرگ ہیں جنہوں نے جوانی میں نہیں پڑھا، تو حضرت انداز ایسا ہے کہ ایک ایک لفظ پڑھاتے ہیں، قرآن مجید انھوں نے پُورا حضرت کی خدمت میں رہ کر حضرت کے پیچھے دُہراتے دُہراتے پڑھ لیا۔ تو اس طرح بھی انسان قرآن مجید پڑھ لیتا ہے، ترجمہ پڑھ لیتا ہے، تفسیر پڑھ لیتا ہے۔ تو جس کا تعلق حضرت کے ساتھ ہوا اللہ نے اُس کو تین نعمتیں عطا فرمائیں، اگر تعلق صدقِ دل کے ساتھ ہو، اخلاص کے ساتھ ہو، کسی لالچ کی وجہ سے نہ ہو۔ اخلاص کے ساتھ جس کا تعلق ہوا، اللہ نے اُن کو اسی دنیا کے اندر تین نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک، چہرہ سنّت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جگمگا اُٹھا، چہرے پر سنتِ رسول آگئی، اور دوسرا یہ ہے کہ قرآن کی خدمت اللہ نے لے لی، قرآن کے ساتھ تعلق اس کا قائم ہو گیا، اور تیسرے یہ کہ حج بیت اللہ کی اللہ نے سعادت عطا فرمائی۔

ہمارے مدرسے میں الحمدللہ رات دن قرآنِ مجید کی تعلیم ہوتی ہے۔ خاموشی کے ساتھ ہمارا کام ہو رہا ہے، اخلاص کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ اس میں مزید اخلاص عطا فرمائے، مزید اللہ تعالےٰ ہمت اور توفیق نصیب فرمائے، خاموشی کے ساتھ یہ کام ہو رہا ہے جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ ہم معزز مہمانوں کو تکلیف دیتے ہیں اور وہ تشریف لاتے ہیں، اُن کے سامنے عرض کیا جاتا ہے، باتیں اُن کو بتائی جاتی ہیں، قرآنِ کریم کی تعلیم دی جاتی ہے یہاں پر کافی بچوں نے حفظ کیا اور انہوں نے پھر وفاق المدارس عربیہ جو ایک تنظیم ہے مدارس کی پاکستان کے اندر، اُس کے اندر امتحان دیا مرکز سے اور اُس میں وہ اچھے نمبروں پر کامیاب ہوئے، اُن کو ابھی سندات دی جائیں گی، دو بھائی ہمارے ایسے ہیں جو ملازمت بھی کرتے ہیں اور یہاں آکر دینی علوم بھی پڑھنے لگے، الحمدللہ وہ بھی دینی علوم کے پوری طرح حاصل کرنے والے ہو گئے، فارغ التحصیل ہو گئے، انہوں نے امتحان دیا، وہ بھی اچھے نمبروں پر کامیاب ہوئے اور اُن کی سند کو جیسا کہ حضرت نے فرمایا گورنمنٹ پاکستان نے ایم اے کے برابر تسلیم کیا، اُن کو سندات دی جا رہی ہیں۔

یہ باتیں دُنیاوی طور پر بھی اچھی ہیں لیکن ان کی جو صحیح قسم کی رونق ہو گی۔ اُن کی جو باغ و بہار ہو گی، اُن کا جو ثمرہ ہو گا اور اُن کی جو نعمتیں نظر آئیں گی وہ اُس منڈی میں آئیں گی جو منڈی قائم ہو گی قیامت کے دن۔ اس حافظ کا اور اللہ کے قرآن کو سیکھنے والے کا، اللہ کے کلام کے ساتھ تعلق قائم کرنے والے کا جو ثمرہ ہو گا۔ اور عُلوِ شان یا اونچا مرتبہ ہو گا وہ قیامت کے دن نظر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ حافظ سے فرمائیں گے اے حافظ! تو نے میرے کلام کو سینے سے لگایا، اب تو کیا کر؟ تو شفاعت کر، میں تیری شفاعت کو قبول کروں گا، اپنے خاندان میں سے دس —— اور ایک روایت میں چالیس کا لفظ آتا ہے —— کہ چالیس انسانوں کی شفاعت کر، جو اپنی بد اعمالی کی وجہ سے جہنمی ہو چکے ہیں، تو شفاعت کر، تیری شفاعت کو میں قبول کرتا ہوں اور اُن کو جہنّم سے نکال کر کے جنّت میں داخل کر دیتا ہوں۔ یہ حافظ کو اللہ قیامت کے دن عطا فرمائیں گے۔ کتنا بڑی شان ہے حافظ کی؟ اور دوسری جگہ فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حافظ کے ماں باپ کو ایک نورانی تاج پہنائیں گے جس کی روشنی سورج کی روشنی

(باقی ۱۳ پر)

# تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ——— مدیر

## صحیفہ ھمام بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ

قیمت : ۱۵/- روپے

ملنے کا پتہ : ملک سنز کارخانہ بازار فیصل آباد

ذخیرہ احادیث میں سے یہ قدیم ترین مجموعہ ہے جو ۵۸ھ سے پہلے کی تالیف ہے۔ حضور نبی مکرم علیہ السلام کے مشہور صحابی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں جنہوں نے صحبت نبوی کو ایسا لازم پکڑا کہ اور کسی طرف رخ ہی نہیں کیا، یہی شرف صحبت ہی تھا جس نے انہیں یہ اعزاز بخشا کہ ان سے بکثرت روایات منقول ہیں ——— ان کے چند در چند شاگردوں میں حضرت ھمام بن منبہ ہیں جن کی وفات ۱۰۱ھ میں ہوئی اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ کے علاوہ حضرت معاویہ، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے روایت اخذ کی۔ بالخصوص حضرت ابوہریرہ سے بہت استفادہ کیا۔ اور ایک سو چالیس احادیث ان سے روایت کیں۔ ان کے سلسلہ تلامذہ میں مصنف عبدالرزاق اور مسند احمد جیسی کتابوں کے مؤلفین شامل ہیں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مسند کے باب ابی ہریرہ میں اس پورے مجموعہ کو شامل کر لیا ——— یہ قدیم ترین ذخیرہ حدیث مسند کے علاوہ مستقل مخطوطہ کی شکل میں دنیا میں دو جگہ موجود تھا برلین کی لائبریری میں جہاں سے ۱۳۵۱ھ میں مشہور مسلم اسکالر ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب مقیم فرانس نے نقل لی جبکہ دوسرا نسخہ دمشق کے کتب خانہ ظاہریہ میں تھا جو چھٹی صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے ——— ڈاکٹر صاحب قبلہ نے ان دونوں نسخوں کو سامنے رکھ کر اس کو جدید ترین انداز سے مرتب کیا، جس کا اردو ترجمہ موصوف کے برادر بزرگ مولانا محمد حبیب اللہ صاحب نے کیا تاکہ اس سے عام اردو خواں حضرات بھی استفادہ کر سکیں ——— ڈاکٹر صاحب نے عرض حال میں اور پھر دیباچہ میں حدیث نبوی کے تعلق سے بڑے اختصار لیکن جامعیت کے ساتھ ایسی معلومات فراہم کر دی ہیں جو اس فن شریف کے سلسلہ میں نہایت کارآمد اور قابل قدر ہیں۔ ان سے جہاں مسلمانوں کے ذوق علمی کا اندازہ ہوتا ہے وہاں یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ اپنے محبوب رسول کے ارشادات کے تحفظ کے لئے اس قوم نے کس قدر کاوشیں کیں ——— عربی متن اور اردو ترجمہ کے ساتھ اس صحیفہ صادقہ کو حیدرآباد دکن نے ان دیار میں سب سے پہلے چھاپا اور یوں ملت اسلامیہ کے ہاتھوں میں یہ گرانقدر تحفہ آیا۔ اب پاکستان میں پہلی مرتبہ فیصل آباد جیسے کاروباری شہر کے قدیم ناشران دینی کتب ملک سنز نے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے اور حیدرآبادی نسخہ کا عکس لے کر اس کو شائع کر دیا ہے۔ جو بڑی عظیم خدمت ہے جس پر وہ ہزار شکریہ کے مستحق ہیں ——— اس پاکستانی نسخہ میں ایک اضافہ بھی ہے اور وہ ہے "صحیفہ ھمام بن منبہ پر ایک نظر" یہ تحریر ہمارے محترم پروفیسر حریری صاحب کی ہے جو آج کل سعودی مندوب کے طور پر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں مصروف تدریس ہیں۔ موصوف بڑے



عالم فاضل ہیں اس لئے ظاہر ہے کہ ان کی تحریر بھی فاضلانہ ہوگی لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اس تحریر میں "گھسی پٹی تقلیدی آراء اور فکری جمود" پر انہیں طعن وتشنیع کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ کیا اس بابرکت صحیفہ کا تعارف لکھتے ہوئے یہ لازم تھا کہ آپ اپنے "آزادانہ مسلک" کی آڑ میں نام لے کر نہ سہی تو بغیر نام لئے حضرات احناف کثر اللہ تعالیٰ سوادھم پر چھینٹے برسائے ——— اس کا کوئی معقول موقعہ محل ہوتا تو بھی بات تھی خواہی نخواہی ایسی بات کرنا نہ معلوم کس حکمت کے تحت مناسب ہے؟ بہر طور ملک سنز کے ارباب حل وعقد قابل مبارک ہیں کہ یہ گرانقدر علمی تحفہ جسے ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب جیسے فاضل نے ڈھونڈا۔ اب ان کی وساطت سے اہل پاکستان کے ہاتھ آیا ——— جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

## جوامع السیرۃ

از : امام ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ تعالیٰ

اردو ترجمہ محمد سردار احمد

قیمت : ۳۰/- روپے

ملنے کا پتہ : پاک اکیڈمی، دکان ۲۲، جامع مسجد باب الاسلام، آرام باغ کراچی۔

ہمارے علمی بزرگان سلف میں ایک نہایت ہی قدآور اور فاضل شخصیت امام اندلس حافظ ابن حزم ظاہری قدس سرہ کی ہے جو ۴۵۶ھ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے، محلی جیسی عظیم کتاب کے فاضل مصنف کا یہ کارنامہ جو سیرت کی ایک نہایت قابل قدر کتاب کی شکل میں سامنے ہے، جہاں ان کے ذوق تحقیق وعلم کا غماز ہے وہاں حضور نبی مکرم علیہ السلام سے ان کے حقیقی اور مخلصانہ ونیازمندانہ عقیدت مندی کا بھی پتہ دیتا ہے ——— یہ کتاب قلمی مخطوطوں کی شکل میں دنیا کے متعدد کتب خانوں میں موجود تھی۔ مصر کے وہ علماء جو علمی نوادرات کے حصول میں مارے مارے پھرنے کے عادی ہیں اور ان نوادرات کو حاصل کرنے کے بعد انہیں مرتب کرنا اور چھپوانا ان کی عادت ہے، یہ سعادت بھی انہی کے مقدر میں تھی اور انہوں نے کمال درجہ محنت سے یہ مخطوطے حاصل کئے۔ تحقیق کی، اور نظر ثانی کے بعد اسے چھپوایا۔ نظر ثانی کرنے والے مرحوم احمد محمد شاکر ہیں جو مصر کی بزم علم وعرفان کی ایسی قدآور شخصیت تھے کہ ان پر چمن کے اس دیدہ ور کی مثال صادق آتی ہے جو ہزاروں سال بعد پیدا ہوتا ہے اور تحقیق کا سہرا ڈاکٹر احسان عباس کے سر ہے۔ جو بجا طور پر محقق کہلانے کے مستحق ہیں۔ انہوں نے نہ صرف تحقیق کی بلکہ ایک نہایت عالمانہ مقدمہ لکھا۔ حواشی کا اہتمام کیا اور جدید انداز ترتیب میں جو باتیں ضروری تھیں ان کا لحاظ کر کے کتاب چھپوائی۔ اور ترجمہ کی سعادت محترم محمد سردار احمد صاحب ناظم لائبریری رباط العلوم عالمگیر روڈ کراچی کے حصہ میں آئی جو بقول فاضل مکرم مولانا عبدالقدوس ہاشمی

"مستحق تبریک ہیں کہ
(ترجمہ کے) ہفت خواں سے
کامیابی کے ساتھ گذر گئے"۔

سیرت رسول پر یہ نہایت جامع اور معلومات افزا کتاب جس خوبصورتی کی مستحق تھی۔ اسی خوبصورتی سے اسے چھاپا گیا ہے اور اس طرح ناشران نے بھی گویا ایک ہفت خواں طے کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ غلامان محمد عربی علیہ السلام اس صحیفہ مقدسہ کی دل و جان سے قدر کریں گے۔

## ردّ الاشراک

تالیف : حضرت الامام العلامہ اسمٰعیل الشہید قدس سرہ العزیز

ملنے کا پتہ : المکتبہ السلفیہ، شارع شیش محل لاہور

خاندان ولی اللٰہی کے گوہر شب چراغ

مجاہد فی سبیل اللہ، داعی الی الحق
حضرت الامام السید اسمٰعیل دہلوی شہید
بالا کوٹ قدس اللہ سرہ العزیز کی
یہ عظیم تالیف ایک سو ستر برس
کے بعد مکتبہ سلفیہ کے ارباب حل و
عقد کی ہمت و کاوش سے سامنے
آ رہی ہے —— یہ کتاب حضرت
شاہ صاحب کا وہ گراں قدر علمی
و عرفانی تحفہ ہے جو توحید و سنت
کے متوالوں کے لئے ایک آبِ حیات
کا حکم رکھتا ہے تو شرک و بدعت
کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں
مارنے والوں کے لئے مشعل نور و
ہدایت ہے بشرطیکہ ان کا چراغ
فطرت بالکل بجھ کر نہیں رہ گیا۔
—— یہ گرانمایہ کتاب مخطوطوں
کی شکل میں دارالعلوم ندوۃ العلماء
لکھنؤ، خدا بخش لائبریری پٹنہ،
دیال سنگھ لائبریری لاہور کے علاوہ
ایک شخصی کتب خانہ میں بھی موجود
تھا۔ جس کے مالک سرزمین اعظم گڑھ
کے ایک فاضل استاد ظفر احمد ندوی
ہیں —— محترمی محمد عزیز شمس
السلفی بنارسی ثم مکی نے ان تمام
مخطوطات کو حاصل کیا اور بڑی
کاوش و محنت کے بعد اسے مرتب
کیا۔ فاضل مرتب نے نواب صدیق
حسن خان مرحوم والیٔ بھوپال کے اس
کام کو سامنے رکھا جو انہوں نے
اس رسالہ کے ضمن میں تخریج کے
طور پر کیا تھا۔ نواب صاحب کی
چند در چند محنت کے باوصف بہت
سا کام باقی تھا جسے عزیز شمس صا
نے اس لگن کے ساتھ کیا ہے کہ
بے ساختہ ان کے لئے دل سے دعا
نکلتی ہیں —— کتاب کیا ہے؟
آیات و احادیثِ نبوی کا ایک ایسا
مجموعہ ہے جو توحید و شرک اور سنت
و بدعت جیسے بنیادی مسائل کے متعلق
قرآن و حدیث میں وارد ہیں۔ ان
تمام آیات کی تخریج تو خیر کسی در
میں آسان تھی لیکن احادیث کی تخر
انتہائی مشکل کام ہے۔ جس کا انداز
وہی لوگ کر سکتے ہیں
جنہیں کبھی اس کوچہ سے
واسطہ پڑا ہے —— عزیز شم
صاحب اپنی مہم جو طبیعت کے پیشِ ن
اس مشکل کو اس طرح آسان کیا ہے
کہ وسیع تر ذخیرہ احادیث کو کھنگا
کر ایک ایک لفظ کی تخریج کر د
ہے۔ جس نے شاہ شہید کی اس گرانقد
تالیف کو چار چاند لگا دئے ہیں
شاہ صاحب رحمہ اللہ تعا
نے اپنے اسی رسالہ کے ایک حصہ
کا خود ہی اردو میں "تقویت الایمان"
کے نام سے ترجمہ کیا تھا جو بلا مبالغہ
لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر اللہ
کے ان گنت بندوں کی اصلاح کا
ذریعہ بن چکا ہے (گو کہ تقویت الایمان
کے سلسلہ میں بعض مواقع پر یہ شکایات
سامنے آئیں کہ بعض لوگوں نے اس
میں تحریف کی ہے لیکن اللہ کا شکر
ہے کہ اس کے صحیح ترین ایڈیشن
بھی اس کثرت سے شائع ہوئے ہیں
کہ ان کا اندازہ کرنا مشکل ہے اور
یہ بات اس کتاب کی عنداللہ مقبولیت
کی نشانی ہے) اس رسالہ کے دوسرے
باب کا ترجمہ شاہ صاحب کے
ایک شاگرد عزیز نے تذکیر الاخوان
کے نام سے کیا تھا وہ بھی بارہا
شائع ہو چکا ہے۔ لیکن حیرت ہے
کہ اصل رسالہ آج تک نہ چھپا اب
اتنے عرصہ کے بعد یہ سامنے آیا ہے
تو دل سے اس قدر دعائیں نکلیں کہ
ہم ان کا اظہار نہیں کر سکتے —— مکتبہ
سلفیہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا محمد عطاء اللہ
حنیف اصل اس کے محرک ہیں جو اپنی
گرتی ہوئی صحت و علالت کے باوجود
شیدائے علم کے وہ مجنوں ہیں جنہیں
دنیا میں اگر پیار ہے تو محض اسی
سے کہ علم پھیلے اور بس۔ انہوں نے
نظرثانی کی وہ شکریہ کے مستحق ہیں
عزیز شمس صاحب کی محنت قابل
داد ہے اور برادرم احمد شاکر مہتمم
مکتبہ سلفیہ نے اسی محبت سے کتاب
کو چھاپا جس کی وہ مستحق تھی ——
اللہ تعالیٰ سب کو جزائے
خیر دے اور مسلمانوں بالخصوص اہل
علم کو اس سے بھرپور استفادہ کی
توفیق دے۔

منظور شدہ ۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲/۲۱ ۱۶۳۲ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
نمبر ۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۰۷۶۷/ D.D.9 مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ G.M/۸۰-۳۱۵۴۱۰